زہراب اُگاتا ہے مجھے

ساقی فاروقی کی شاعری کی تفہیم و تعبیر

ڈاکٹر قمر صدیقی

اردو چینل

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

زہراب اُگاتا ہے مجھے

ساقی فاروقی کی شاعری کی تفہیم وتعبیر

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

ڈاکٹر قمر صدیقی

اردو چینل
گجانن کالونی گوونڈی، ممبئی۔۴۳

© ڈاکٹر قمر صدیقی

ZAHRAB UGATA HAI MUJHE

SAQI FAROOQI KI SHAIRI KI TAFHEEM O TABEER

by: Dr. Qamar Siddiqui

Mob: + 91 9773402060
Web www.urduchannel.in
E-mail: admin@urduchannel.in

Year of Edition 2018 **ISBN 978-93-52625-03-7**
Price: 100/-

www.urduchannel.in

کتاب	:	**زہراب اُگاتا ہے مجھے** ساقی فاروقی کی شاعری کی تفہیم وتعبیر
مرتب	:	**ڈاکٹر قمر صدیقی**
سال طباعت	:	جنوری ۲۰۱۸
ایڈیشن	:	پہلا ایڈیشن
قیمت	:	۱۰۰ روپے
صفحات	:	۹۶
سرورق	:	اردو چینل

Published by
URDU CHANNEL
7/3121, Gajanan Colony, Govandi, Mumbai-400043 (INDIA)
Ph : +91 9773402060,
E-mail: admin@urduchannel.in, urduchannel@gmail.com

website: www.urduchannel.in

انتساب

ساقی فاروقی

کی

محبتوں

کے

نام

اُس کے لہجے میں قیامت کی فسوں کاری تھی
لوگ آواز کی لذت میں گرفتار ملے

ساقی فاروقی

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

فہرست

حرفِ چند	ڈاکٹر قمر صدیقی	05
بیرونی ملک میں اپنا شاعر: ساقی فاروقی	شمس الرحمٰن فاروقی	08
ساقی فاروقی: ایک تاثر	پروفیسر مظفر حنفی	12
خواجہ سگ پرست	اسد محمد خاں	17
زہراب اُگاتا ہے مجھے (ساقی فاروقی کی نظمیں)	پروفیسر قاضی جمال حسین	35
ساقی فاروقی سے ایک تصوراتی مکالمہ	ڈاکٹر رشید اشرف	46
انتخاب کلام: ساقی فاروقی		51

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

حرفِ چند

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ساقی فاروقی جدید اردو شاعری کے اہم بلکہ ممتاز شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی شاعری موضوعات کے تنوع کے علاوہ تجربات کے کثرت کی وجہ سے اپنے معاصرین میں بہت نمایاں ہے۔ ساقی نے نظموں کے علاوہ غزلوں میں بھی اپنی شناخت قائم کی ہے۔غزلوں میں اُن کے یہاں ایک طرح کا کھلنڈرا رنگ نظر آتا ہے تاہم یہ رنگ مصحفی، انشا اور شاہ نصیر اور بعد کے زمانے میں شاد عارفی کے رنگ کا محض تتبع نہیں ہے۔ ساقی کے یہاں جذبے وفکر کے بے محابہ استعمال کے علی الرغم توازن اور ٹھہراؤ کی کیفیت کی وجہ سے یہ رنگ ان کا اختصاص بن جاتا ہے۔

قاضی محمد شمشاد نبی ساقیؔ فاروقی 21 ؍دسمبر 1936ء کو گورکھپور میں پیدا ہوئے۔ 1948ء تک ہندوستان میں رہے پھر بنگلہ دیش چلے گئے جہاں اُن کا قیام 1952ء تک رہا۔ وہاں سے پاکستان ہجرت کی اور اس کے بعد برطانیہ۔ فی الحال مستقل قیام برطانیہ میں ہے۔ اُن کی تصانیف کے نام یہ ہیں: 'پیاس کا صحرا'، 'رادار'، 'بہرام کی واپسی' (یہ کوئی جاسوسی ناول نہیں بلکہ ساقی کی شاعری کا مجموعہ ہے)، 'حاجی بھائی پانی والا'، 'زندہ پانی سچا'، 'بازگشت

وبازیافت‘، ’ہدایت نامہ شاعر‘ (تنقیدی مضامین)، ساقی کی نظموں کا انتخاب ’’رازوں سے بھرا بستہ‘‘ جبکہ کلیات ’’سرخ گلاب اور بدرِ منیر‘‘ کے عنوان سے شائع ہوئے ہیں۔ ان کی انگریزی نظموں کا مجموعہ Storms\"Dark\"Nailing کے نام سے طبع ہوا ہے۔

ساقی فاروقی کی زندگی پر اجمالی نگاہ ڈالی جائے تو گویا انھوں نے ایک مہاجر کی زندگی بسر کی۔ البتہ ہجرت کا تجربہ ساقی کی شاعری میں جس طرح پیش ہوا ہے وہ دیگر مہاجر شعرا سے مختلف ہے۔ اس کی توجیح کرتے ہوئے شمس الرحمٰن فاروقی نے لکھا ہے کہ:

> ’’ساقی نے مغرب کی تہذیب اور فن اور مغرب کی معاشرت کو باہر سے آ کر، چند دن رہ کر چلے جانے والے سیاح کی نظر سے نہیں بلکہ اندر سے برت کر، اس میں اتر کر، اس کے رسومیات و علامات کو اپنے اندر جذب کر کے دیکھا ہے اور اس کے باوجود وہ اردو کے شاعر ہیں۔ ان کے باطن کا منظر نامہ مشرقی ہے اور ان کے ذہن و دانش نے مغرب کو اپنے شرائط پر قبول کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساقی فاروقی کی شاعری ہمارے زمانے کی سب سے تازہ کار شاعری ہے۔ ان کا رنگ کسی کے رنگ سے نہیں ملتا۔ اس تازہ کاری کا احساس نظموں میں قدم قدم پر ہے۔ غزل میں بھی، جہاں مشرق و مغرب کی آویزش ابھی پوری طرح مفاہمت پذیر نہیں ہوئی ہے، ’’پیاس کا صحرا‘‘ کے ساقی اور آج کے ساقی کے طویل سفر کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فرق کا احساس ہوتا ہے۔‘‘

شمس الرحمٰن فاروقی کی مذکورہ بالا رائے کو نگاہ میں رکھیں تو ساقی فاروقی کی یہ عطا اردو شاعری کے لیے کم نہیں ہے کہ اپنی شاعری کے ذریعے انھوں نے ایک ایسے رویے کو فروغ دیا جس میں مشرق و مغرب کی سماجی و فکری رویوں کے مابین مفاہمت کی راہ تلاشنے کی سعی کو اولیت حاصل ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اس کتاب میں کل پانچ مضامین شامل ہیں۔ ان مضامین میں ساقی فاروقی کی شعری جہات کی تفہیم وتعبیر کی کوشش کی گئی ہے۔ آخر میں ساقی فاروقی کی شاعری کا ایک مختصر کا انتخاب بھی شامل کر دیا گیا ہے تا کہ قارئین ساقی کے رنگ شاعری سے مقدور بھر واقف ہو جائیں۔ اس کتاب میں شامل مضامین دراصل رسالہ 'رسالہ اردو چینل' کے شمارہ ۳۴ کے گوشہ 'ساقی فاروقی' سے ماخوذ ہیں۔ آج جب ساقی فاروقی ہمارے درمیان نہیں رہے تو اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ ان مضامین کو الگ سے کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ پہلے یہ کتاب ای بُک کی شکل میں قائین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ اس کے بعد اس کی اشاعت کی بھی کوشش کی جائے۔ امید ہے کہ قارئین اس کتاب کو پسند فرمائیں گے۔

قمر صدیقی
ممبئی
۲۰ر جنوری ۲۰۱۸

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بیرونی ملک میں اپنا شاعر: ساقی فاروقی

شمس الرحمٰن فاروقی

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

ساقی فاروقی کی شاعری کئی معنی میں ہمارے زمانے میں بے مثال اور عدیم النظیر شاعری ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کے یہاں جذبہ، دانش، فکر اور تجربہ سب کا متوازن امتزاج ملتا ہے۔ ''تجربہ'' سے میری مراد حسی اور ذہنی تجربات ہیں اور ہیئت و اسلوب کے تجربات بھی۔ ساقی کے پیش روؤں میں ن۔م۔راشد بھی ہیں جن کے یہاں جذبہ اور دانش کا خوبصورت امتزاج ہے اور لہجے میں مسلسل تنوع ملتا ہے۔ لیکن ساقی کے پیش روؤں میں میراجی بھی ہیں جو تمام زندگی فکر اور تجربے کی منزلوں سے گزرتے رہے اور جذبہ جن کے لیے بنیادی انسانی حقیقت تھا۔

کہیں بظاہر غیر سنجیدگی اور کہیں کہیں (خاص کر شروع کی نظموں میں) جذبے کے وفور کے باوجود ساقی کی شاعری مفکرانہ شاعری ہے۔ وہ شاعری، زندگی اور مطالعۂ شعر تینوں کے بارے میں سنجیدہ اور ان تھک رہے ہیں۔ وہ ان چند جیّد شعرا میں نمایاں، بلکہ سرِ

فہرست ہیں، جن کا فن اب بھی امکانات کا حامل ہے۔

دوسری بات یہ کہ ساقی نے مغرب کی تہذیب اور فن اور مغرب کی معاشرت کو باہر سے آ کر، چند دن رہ کر چلے جانے والے سیاح کی نظر سے نہیں بلکہ اندر سے برت کر، اس میں اتر کر، اس کے رسومیات و علامات کو اپنے اندر جذب کر کے دیکھا ہے اور اس کے باوجود وہ اردو کے شاعر ہیں۔ ان کے باطن کا منظر نامہ مشرقی ہے اور ان کے ذہن و دانش نے مغرب کو اپنے شرائط پر قبول کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساقی فاروقی کی شاعری ہمارے زمانے کی سب سے تازہ کار شاعری ہے۔ ان کا رنگ کسی کے رنگ سے نہیں ملتا۔ اس تازہ کاری کا احساس نظموں میں قدم قدم پر ہے۔ غزل میں بھی، جہاں مشرق و مغرب کی آویزش ابھی پوری طرح مفاہمت پذیر نہیں ہوئی ہے، ''پیاس کا صحرا'' کے ساقی اور آج کے ساقی کے طویل سفر کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فرق کا احساس ہوتا ہے۔

''رات سمندر اور میں''، ''ہمزاد''، ''الکبڑے'' تین نظمیں ایسی ہیں جو عہدِ حاضر کے آلودہ ضمیر اور اس کی مسموم فضا میں ایک تلخ مسکراہٹ کی طرح جلوہ گر ہونے اور جلوہ گر رہنے کی قوت رکھتی ہیں۔ ان میں گزشتہ کا حافظہ اور موجود کا احساس تمثیلی سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ ساقی فاروقی کی مخصوص لفظیات کی جھلک ان نظموں میں موجود ہے۔ یہ وہ لفظیات ہے جو روزمرہ کی زبان میں بے تکلف استعارے کے پیوند سے پیدا ہوئی ہے۔

''شیر امداد علی کا مینڈک'' جیسی نظموں میں طنز اور تحقیر کے اظہار کے لیے پیروڈی کی جو ہلکی کیفیت تھی (اور جس کا اثر ساقی کی نظموں کے عنوانات اور ان کے کرداروں کے ناموں پر بھی نظر آتا ہے) ''الکبڑے'' نامی نظم میں اور بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ طنز اور تمسخر اور سنجیدگی کا یہ امتزاج الیٹ (T.S. Eliot) کی یاد دلاتا ہے۔ لیکن اس میں غصہ، نفرت اور رنج کی آمیزش ساقی فاروقی کی تکمیلی کشمکش کی آئینہ دار ہے۔ وہ پیشہ ور بھکاری یا وہ غریب

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

لوگ جو بچوں کے جسم اور شکل کو مسخ کر کے انھیں بھیک مانگنے کے نفع بخش کام پر لگا دیتے ہیں ،ان کا کبڑا پن اور ان کی استحصالی جبلت سیاسی نظاموں اور غلام ملکوں کی تمثیل کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ چار برس کی لنج منج سی چیز جس کے دونوں ہاتھ اس کے باپ نے توڑ دیے ہیں، دنیا میں معصومیت اور ضمیر کے قتل کی علامت بن جاتا ہے:

باپ کی مستقبل اندیشی نے
تین برس کی
لنج منج سی
چیز کے دونوں ہاتھ
چٹ چٹ توڑ کے
ایک کہنی اور بنا دی تھی
چار دانگ میں شہرت پھیل گئی.....
پردہ..... پردہ.....
چار کہنیوں والے
رام چرن الکبڑے آتے ہیں

ہمک ہمک اندر آتے
اور چھتوں کے پاس پہنچ کر
تام چینی برتنوں سے
چپر چپر کھانا کھاتے
اور دادی جان کے سائے سے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سہج سہج باتیں کرتے جاتے تھے....

نظم ''ہمزاد'' کا شیخ حسن شادانی، راشد کے 'حسن کوزہ گر' سے کچھ ہی دور کا علاقہ رکھتا ہے۔ نام کے تین ٹکڑے معنی خیز ہیں اور تینوں ٹکڑوں میں ایک بچے کی شکل ابھرتی ہے جو خود کو جہاں دیدہ ثابت کرنا چاہتا ہے:

ہم سے پہلے کون کون سے لوگ آئے ہیں
جو ساحل پر کھڑے رہے
جن کی نظریں پانی سے ٹکرا ٹکرا
ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر گئی ہیں
بکھر گئی ہیں اور پانی کا سبزہ ہیں
اس سبزے کے پیچھے کیا ہے؟
آج عقب میں
چھپے ہوئے گرداب دیکھتے ہیں
شیخ حسن شادانی
آؤ
خواب دیکھتے ہیں

ساقی فاروقی یعنی شیخ حسن شادانی اب شاید خواب دیکھنے کے قابل نہیں لیکن کم سے کم تمنائے خواب تو رکھتا ہے اور یہ بھی ایک طنزیہ المیہ ہے کہ خواب دیکھنے کی اس دعوت کے بعد نظم کا جو حصہ ہمارے سامنے آتا ہے وہ ''الکبڑے'' جیسا تلخ اور ڈراؤنا ہے۔

''رات سمندر اور میں'' ایک بہت مختصر لیکن بہت معنی آفریں نظم ہے۔ 'رات سمندر' یعنی گرد و پیش کی دنیا میں ''سرخ جزیرہ'' ہے۔ یہ وہ چھوٹی سی دنیا ہے جس کے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

چھوٹنے کا غم بھی ہے اور جس کا سرخ رنگ اس کے قاہر و جابر ہونے اور گلگوں و گلنار ہونے دونوں کی علامت ہے۔ وہ جزیرہ تو اب کہیں دور نکل گیا ہے لیکن اس کے نوحے اور نغمے تا حد حیات باقی رہتے ہیں:

رات سمندر میں
وہ سرخ جزیرہ ہلکورے لیتا ہے
جس کے نغمے اور نوحے
میرے اندر بہتے ہیں
(اول اول کے سکھ دکھ
آخر آخر تک زندہ رہتے ہیں)

سمندر اور جزیرے کے اعتبار سے نوحوں اور نغموں کا بہتے رہنا مزید معنی رکھتا ہے۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اپنی تمام بے ساختگی اور شگفتہ بیانی کے باوجود ساقی فاروقی کی شاعری میں پرکاری، ریاض، حزم و احتیاط اور اس کے ساتھ ساتھ زبان کے بارے میں ذرا شوخ اور تجربہ کوش رویہ کہیں کھلی یلغار کی طرح اور کہیں چابک دست متن زیرِ متن کی طرح رواں ہے۔ اس لحاظ سے وہ آج کی نسل کے شعرا کے لیے نمونے کا کام کر سکتے ہیں۔ زبان کو کس حد تک اپنا حاکم سمجھیں اور اسے محکوم کے طور پر برتیں، نظم کی ہیئت اور آہنگ میں کہاں تک بے تکلفی اور نفاست، سج دھج اور پراگندگی کا امتزاج ہو کہ قادر الکلامی کا حق بھی ادا ہو جائے اور نظم محض استادی کا بے روح جسد ہو کر نہ رہ جائے۔ ان نکات کو ساقی فاروقی سے بہتر کسی نے طے نہیں کیا ہے۔ واضح رہے کہ ''طے کرنا'' کے ایک معنی ''تہ کرنا'' بھی ہے اور یہاں دونوں معنی بروئے کار آ رہے ہیں۔ ساقی کے کلام میں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مشکل مراحل اور لطیف نکات پیچ در پیچ اور تہ در تہ آتے ہیں اور بہت سے لوگ جنھیں ان تہوں کو کھولنا مشکل معلوم ہوتا ہے، اس کلام کے پورے لطف سے محروم ہو جاتے ہیں۔

تنقید کا کام معاصر ادب کے بارے میں فیصلہ کرنا نہیں اور نہ پیشن گوئی کرنا ہے لیکن ایسا کام اگر ضرور ہی کرنا پڑے تو میں بے تکلف کہوں گا کہ ساقی فاروقی کا اکثر کلام لازمان ہے کیونکہ اس میں معاصر حقیقت اور جدید تجربے کو فن کا پورا شعور مل گیا ہے۔ ساقی فاروقی کے یہاں حقیقت کو فن کی شکل دینے کے تمام طریقے اور خود فن کی تمام شکلیں جلوہ گر ہیں۔

■❖■

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

ساقی فاروقی: ایک تاثر

پروفیسر مظفر حنفی

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

ساقی فاروقی کو قریب سے دیکھنے والے غالباً میرے اس خیال سے اتفاق کریں گے کہ ایسی کھلی ڈلی، متحرک، چونچال، پرخلوص اور زندگی کی حرارت سے بھرپور شخصیتیں ہمارے تخلیق کاروں میں کم پائی جاتی ہیں۔ جامعہ ملیہ کے شعبۂ اردو کی جانب سے منعقدہ تخلیقی زبان کے مسائل سے متعلق سمینار میں ساقی سے ان کی کچھ نثری نظمیں سنیں تو مجھے اپنے خیالات میں لچک پیدا ہوتی محسوس ہوئی۔ اس وقت تک میں نثری نظم کا کچھ ایسا قائل نہ تھا۔ جانے کیوں میں اردو میں آزاد غزل اور نثری نظم کے پنپنے کے امکان بہت کم دیکھتا ہوں اور اپنے اس خیال کے اظہار پر کئی دوستوں کو ناراض کر چکا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نثری نظم انھیں زبانوں میں بارآور ہوسکتی ہے جو اپنے صوتیاتی نظام میں پُرآہنگ ہوں۔ مثلاً عربی، فارسی یا انگریزی زبانیں۔ اردو جیسی زبان جس کا ہر جملہ فعل امدادی پر ختم ہوتا ہو، نثری نظم میں وہ آہنگ پیدا نہیں کرسکتی جو شعر کا خاصہ ہوتا ہے۔ ہر چند کہ ہندی اردو کی

جڑواں بہن ہے لیکن چونکہ اس زبان میں کھڑی بولی کی حد تک پابند اور آزاد نظم کی کوئی بہت پختہ روایت نہیں پائی جاتی، اس لیے ممکن ہے کہ اس میں نثری نظموں جیسے تجربات کامیابی سے ہمکنار ہوسکیں۔ اردو میں پابند اور آزاد نظموں کے ایسے چھتنار درخت موجود ہیں جن کے سائے میں اس نوزائیدہ صنفِ سخن کا پنپنا دشوار معلوم ہوتا ہے، کچھ یہ بھی ہے سجاد ظہیر، حسن شہیر، خورشید الاسلام اور محمد حسن جیسے لوگوں کی نثری نظموں نے جن میں تخلیقی شرارے ناپید تھے، ابتدا ہی سے اس صنف کے لیے مایوس کن فضا تیار کر رکھی تھی۔ لیکن ساقی فاروقی نثری نظمیں سناتے ہوئے اپنی حرکات وسکنات آواز کے اتار چڑھاؤ اور ادائیگی کے انداز سے آہنگ اور تاثرات کو جس خوبی کے ساتھ سامع تک منتقل کرتے ہیں، اس سے ہمارے ذہنی تعصّبات متزلزل ہوجاتے ہیں۔ عرض یہ کرنا ہے کہ ہر چند نثری نظم کی طرف سے دل اب بھی پوری طرح صاف نہیں ہے، لیکن ساقی فاروقی اور کشور ناہید جیسے تخلیق کاروں نے بہرطور اس کا بھرم رکھ لیا ہے پھر یہ بھی ہے کہ ''پیاس کا صحرا'' اور ''رادار'' کی سبھی تخلیقات نثری نظمیں نہیں ہیں۔ ان میں آزاد نظموں اور نثری نظموں کے ساتھ ایسی تخلیقات بھی شامل ہیں جنھیں دونوں اسالیب کا سنگم کہا جاسکتا ہے۔

ساقی فاروقی کے دونوں مجموعہ ہائے کلام کے نام ہی پکار پکار کر کہتے ہیں کہ ان کا شاعر پوری طرح بیدار حواسِ خمسہ کا مالک ہے۔ خصوصاً اس کی بصری حس مکمل طور پر چاک و چوبند ہے۔ ان مجموعوں میں شامل بیشتر تخلیقات میری اس خیال کی توثیق و تائید کریں گی۔ کچھ مختصر مختصر سے اقتباسات دیکھیے:

جدائی محبت کے دریائے خوں کی
معاون ندی ہے/وفا یاد کی شاخِ مرجاں سے لپٹی ہوئی ہے
دل آرام وعشاق

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سب خوف کے دائرے میں کھڑے ہیں
ہواؤں میں بوسوں کی باسی مہک ہے (موت کی خوشبو)

ایک بیرک میں چھپے آج بیئر پیتے رہے
روح کی اوٹ میں پرچھائیں کوئی پھرتی رہی
برف ذی روح نباتات پر فالج کی طرح گرتی رہی (زوال)

مگر تتلیاں اتنی زیرک ہیں/ ہجرت کے ٹوٹے پروں پر
ہوا کے دوشالے میں لپٹی
مرے خوف سے اجنبی جنگلوں میں
کہیں جا چھپیں (پام کے پیڑ سے گفتگو)

صدا کار مینڈکوں کے/ دُم دار بچّے
شارک لہروں کے شور سے ڈر کے
فرفر ہر طرف بھاگ کھڑے ہوئے (شیر امداد علی کا مینڈک)

'وفا کی شاخِ مرجاں'، 'خوف کے دائرے'، 'بوسوں کی باسی مہک'، 'روح کی اوٹ میں پھرتی پرچھائیں'، 'فالج کی طرح گرتی برف'، 'ہوا کے دوشالے'، 'ہجرت کے ٹوٹے ہوئے پر'، 'شارک لہروں کا شور' جیسے لاتعداد جامد سیال، مجرد اور ایک دوسرے میں گتھے ہوئے بصری، سمعی اور لمسی پیکر ساقی کے بیدار ذہن اور جیتی جاگتی حسیات کی شہادت فراہم کرتے ہیں۔ ان مختصر مختصر اقتباسات سے محض ہلکا سا اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ آپ 'موت کی خوشبو'

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

'محاصرہ'، 'پام کے پیڑ سے گفتگو'، 'صبح کا شور'، 'ایک کتا نظم'، 'شیر امداد علی کا مینڈک'، 'خرگوش کی سرگزشت'، 'شاہ صاحب اینڈ سنز' وغیرہ خود پڑھ کر دیکھیے۔ میرے اس خیال کی تائید پر مجبور ہوں گے۔ ساقی کی تراکیب سے ایسے لطیف شعری پیکر ذہن میں ابھرتے ہیں۔ آواز، خوشبو، رنگ، روشنی، لمس اور ذائقے کے امتزاج سے اتنی نازک شعری کیفیات تجسیم اختیار کرتی ہیں کہ بے ساختہ ان کی خلاّقی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ ہر نظم میں ان کے شعری پیکر اپنی تازگی اور توانائی کا شدت سے احساس کراتے ہیں۔

جنس کو اپنی شاعری کا موضوع بنانے والے شعرا میں میراجی اور ن۔م۔ راشد جیسے قدآور پیش رو بھی شامل ہیں لیکن اول الذکر کے یہاں ناآسودگی کا احساس اور آخرالذکر کے یہاں مرعوبیت کی کیفیت نمایاں ہے۔ ساقی فاروقی کی کئی نظموں میں جنس ایک نارمل انسان کے شاعرانہ تجربے کی حیثیت رکھتی ہے۔ نہ وہ گہرے اشارے اور کنائے کا پردہ حائل کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، نہ لذت کوشی کی غرض سے واشگاف اندازِ بیان اختیار کرتے ہیں۔ سلیم احمد کے الفاظ میں ان کی یہ نظمیں پورے آدمی کا احساس دلاتی ہیں۔ البتہ یہ آدمی سچا اور کھرا شاعر بھی ہے۔ 'سسٹر ماریا'، 'بانجھ'، 'نامحرم' جیسی نظمیں ساقی کے کھلے ڈلے، آسودہ جنسی اظہار کی شعری علامتیں ہیں۔ ساقی اپنی نظموں کے وسیلے سے ایک ایسے شاعر کے روپ میں ابھرتے ہیں جو خارج کے مظاہر کو بھی باطن کے آئینے میں دیکھتا ہے اور بعض اوقات احساسات کی تجسیم کر کے انھیں خارج سے متعارف کراتا ہے۔ کسی خاص مقصد سے بے لچک وفاداری کے بغیر دھیمے، نرم، ہم کلامی کے لہجے میں استعاراتی اور علاماتی اسلوب کی حامل یہ نظمیں ہم عصر شاعری میں اپنا منفرد ذائقہ رکھتی ہیں۔ زمینی تشبیہات اور ارضی کیفیات کا جادو ان میں سر چڑھ کر بولتا ہے۔ جزئیات نگاری اور انسانی حرکات و سکنات کی تصویر کشی پر ساقی کو مکمل قدرت حاصل ہے۔ وہ مناظر کی منہ بولتی

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تصویریں کھینچنے کے ساتھ داخلی کشمکش کو جس خوبصورتی کے ساتھ لفظی پیکر عطا کرتے ہیں اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ان کی شاعری میں طنز کی کارفرمائی اور جذباتی شدت، منافقت کے خلاف شدید ردِّعمل کا احساس دلاتی ہے۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے جس کی مثالیں پیش کرنا تحصیل حاصل کے مترادف ہوگا۔ قاری کا شعور بیدار ہو تو ان کے کلام کا تیکھا پن ہر نظم اور غزل کے ہر شعر میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ساقی کافی دنوں سے لندن جیسے مشینی شہر میں سکونت پذیر ہیں یعنی فطرت اور اردو زبان دونوں سے ان کا تعلق براہِ راست نہیں، تخیلاتی قسم کا رہ گیا ہے لیکن برِصغیر کی مٹی اب تک ان کی نظموں میں مہکتی ہے بلکہ شدید احساسِ محرومی نے اس مٹی کے سوندھے پن اور مہکار میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

میرے نزدیک ساقی کا ایک بڑا وصف یہ بھی ہے کہ ان کی تخلیقات میں ترسیل کی ناکامی کا المیہ کہیں بھی کارفرما نہیں ہے۔ ان کے یہاں ابہام شعر کو منہ بند بنانے کی جگہ اس کی پہلو داری اور مفاہیمی تناظر کو وسیع کرتا ہے۔ یہ شاعر ندرت اور تازگیِ فکر کے اعتبار سے اپنا جواب نہیں رکھتا۔ نئے خیالات اور نادر موضوعات تو آج کے بہت سے فنکاروں کے ہاتھ آجاتے ہیں لیکن ان کے یہاں معنی آفرینی کی شعوری کوشش بالائی سطح پر ہی نظر آجاتی ہے۔ ساقی اپنی امیج، ذہنی زرخیزی، خلاقی، نادرہ کاری اور شگفتگیِ فکر کو جس انوکھے اسلوب میں شعری پیکر ادا کرتے ہیں اس میں معنی آفرینی اور حسّیاتی کیفیات قوسِ قزح کے سات رنگوں کی طرح گھل مل کر انوکھا لطف پیدا کرتی ہیں اور ان کے یہاں فکر کی بلند پروازی کے ساتھ جذبے کی لَو اور احساس کی آنچ برابر اپنی موجودگی کا احساس دلاتی رہتی ہے۔

غزل میں اپنے معاصرین میں سے بہت کم کے اشعار پر میری نگاہ للچائی ہوئی پڑتی ہے۔ ساقی فاروقی مستثنیات میں سے ہیں۔ غزل میں اکثر ہوتا یہ ہے کہ ایک آدھ شعر

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کوخوبصورت فریم عطا کرنے کے لیے باقی ماندہ اشعار کہہ لیے جاتے ہیں۔ساقی کی اکثر غزلوں میں حاصل غزل قسم کا شعر تلاش کرنا بے حد دشوار ہوتا ہے۔کیونکہ ان کی غزل کے کم و بیش تمام اشعار اپنی جگہ منتخب ،توانا اور طرح دار محسوس ہوتے ہیں۔میں نے ان کی اکثر غزلوں کو للچا للچا کر پڑھا ہے۔ بلا مبالغہ ان کی غزلوں کا عالم یہ ہے کہ بطور مثال منتخب اشعار پیش کرنا چاہوں تو ان کی پوری پوری غزلیں درج کرنا پڑیں گی۔کچھ غزلوں سے کسی کاوشِ انتخاب کے بغیر سامنے پڑ جانے والے اشعار پیش کرتا ہوں:

یہ کیا طلسم ہے جو رات بھر سسکتا ہوں
یہ کون ہے جو دیوں میں جلا رہا ہے مجھے

فطرت سے میں صحرا ہوں ترسنے کے لیے ہوں
تو کالی گھٹا ہے تو برس کیوں نہیں جاتی

یوں ہے کہ تعاقب میں ہے آسائشِ دنیا
یوں ہے کہ محبت سے مکر جائیں گے اک دن

ترے فراق کی قیمت ہمارے پاس نہ تھی
ترے وصال کا سودا ہمارے سر میں تھا

تیرے بدن کی آگ سے آنکھوں میں ہے دھنک
اپنے لہو سے رنگ یہ پیدا نہیں ہوئے

ان ہواؤں میں یہ سسکی صدا کیسی ہے
بین کرتا ہے کوئی درد پرانا اپنا

دنیا پہ اپنے علم کی پرچھائیاں نہ ڈال
اے روشنی فروش اندھیرا نہ کر ابھی

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

راستہ دے کہ محبت میں بدن شامل ہے
میں فقط روح نہیں ہوں مجھے ہلکا نہ سمجھ
جسم کی سطح پہ کاغذ کی طرح زندہ ہیں
تو سمندر ہے نہ میں ڈوبنے والا ایسا

بلاشبہ ساقی فاروقی ہمارے دور کے ایسے سچے اور کھرے شاعر ہیں جنھیں اپنی بلند قامتی کا اعتراف کرانے کے لیے کسی تنقیدی بیساکھی کی ضرورت نہیں۔

■❖■

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

خواجہ سگ پرست

اسد محمد خاں

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

میں نے یوپی کا شہر گورکھپور نہیں دیکھا، ضرورت بھی نہیں پڑی۔ فراق گورکھپوری صاحب، مجنوں گورکھپوری صاحب اور پھر شمشاد نبی ساقی فاروقی سے مل لیا، ان صاحبان کا لکھا ہوا پڑھتا رہتا ہوں..... یوں سمجھئے شہر گورکھپور میں جتنا کچھ دیکھنے اور جاننے لائق ہوگا، حسین اور دل آویز ہوگا، تقریباً سبھی دیکھ لیا۔ شہروں میں اور ہوتا بھی کیا ہے؟

جی ہاں! ساقی گورکھپور میں پیدا ہوا تھا۔ ڈھاکے میں اس نے ابتدائی تعلیم حاصل کی، کراچی یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ ایم اے انگریزی میں پڑھ رہا تھا تو لندن روانہ ہوگیا اور لندن یونیورسٹی میں انگریزی ادب میں داخلے کی کوششیں کرنے لگا۔ یونیورسٹی والوں نے کہا، ''یہاں تمھیں بی اے دوبارہ کرنا پڑے گا۔''

ساقی نے کہا ''کرلوں گا۔''

وہ بولے۔ ''ٹھیک ہے مگر انگریزی کے ساتھ یونانی اور لاطینی دونوں زبانیں

پڑھنا ہوں گی تب کہیں جا کر بیچلر آف آرٹس کی سند ملے گی۔''

ساقی نے کہا ''یہ کیا سفلہ پن ہے؟ یونانی تو میں پڑھ لوں گا، ارسطو صاحب کی زبان ہے.....اور سکندرِ اعظم کی بھی مگر لاطینی سے مجھے اصولی اختلاف ہے۔''

انھوں نے پوچھا ''لاطینی سے کیا اختلاف ہے؟''

ساقی نے کہا ''ہے بس کچھ۔ آپ کو کیا بتاؤں؟''

انھوں نے کہا ''پھر بھی، کچھ تو کہیے؟''

ساقی بولا ''چلیے یہی سمجھ لیجیے کہ امپیریل روما میں انسانوں کو غلام بنانے کا رواج تھا اور وہ اپنے غلاموں کو شہری رتبہ نہیں دیتے تھے تو اس بات پر میں بہت خفا ہوں، سمجھے آپ؟ میں لاطینی نہیں پڑھوں گا۔''

لندن یونیورسٹی والوں نے کہا ''پھر تو ہم آپ کو داخلہ نہیں دیں گے۔''

ساقی نے کہا ''داخلہ لے بھی کون رہا ہے؟ میں اپنے اصولوں پر سودے بازی نہیں کر سکتا۔'' اور بات وہیں ختم ہوگئی۔ چنانچہ ساقی فاروقی نے آگے جو کچھ پڑھا وہ اداروں وغیرہ کی دھونس دھڑی سے باہر رہ کر ہی پڑھا۔

ساقی فاروقی نے عمرِ عزیز کا بڑا حصہ گورکھپور، ڈھاکے، کراچی اور لندن میں گزارا ہے۔ وہ آسٹریا کے شہر وی آنا جا کے کئی کئی دن رہ پڑتا ہے کیونکہ وی آنا میں اس کا سسرال ہے اور اس کے سسر ہیں جو ہٹلر کے زمانے میں نازی تحریک میں شامل تھے۔

میں نے ساقی کو کراچی اور لندن میں اس کے دونوں گھروں میں دیکھا ہے۔ کراچی والے گھر میں دوسرے اہلِ خانہ کے برخلاف وہ ایسے رہتا تھا جیسے لوگ ہوٹلوں میں رہتے ہیں۔ کتابیں تک ''تھپّیاں'' بنا کر رکھتا تھا، گویا ادھر کوچ کا حکم ملا، ادھر بقچوں میں بھر کے روانہ ہو جائے گا۔ اس کے برعکس اپنے لندن والے گھر میں ساقی ٹھیک ٹھاک جم کے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اور اپنی جڑیں وڑیں پھیلا کے بیٹھا ہے۔ اس حد تک کہ اس نے اپنے مرحوم کچھوے اور آنجہانی کتے ''کامریڈ'' کے مرقد بھی گھر کے عقبی لان میں بنا رکھے ہیں جس کی زیارت وہ ہر آتے جاتے کو کراتا ہے۔

میں اور برادرم جمال احسانی نے ''کامریڈ'' کتے کو زندہ حالت میں دیکھا ہے مگر جمال اس کی رحلت سے پہلے لندن چھوڑ چکے تھے وہ مدفنِ کامریڈ نہ دیکھ سکے، جبکہ اس خاکسار کو ''کامریڈ'' کی قبر پر ''احتیاطاً'' دو منٹ خاموش کھڑے رہنا پڑا۔

میں ہرگز ایسا نہ کرتا مگر ساقی نے بھونکنا شروع کر دیا تھا، مجبوری تھی۔

ساقی فاروقی کے گورکھپور اور ڈھاکے کے زمانۂ جاہلیت (یا طفولیت) کے بارے میں مجھے کچھ زیادہ نہیں معلوم.....اس وقت میں وہاں نہیں تھا۔

گورکھپور کے پس منظر کے بارے میں اتنا جانتا ہوں کہ ساقی کے دادا خان بہادر خیرات نبی ریٹائرڈ ایس پی تھے اور بڑے دبنگ آدمی تھے۔ وہ سرسیّد کے پسندیدہ لباس یعنی تھری پیس سوٹ اور نکٹائی میں رہتے تھے اور کیونکہ خاصے وجیہہ بزرگ تھے، اس لیے تصویر میں بہت شاندار لگتے تھے۔ خان بہادر صاحب کی یہ تصویر کراچی میں ساقی کے دست گیر سوسائٹی والے ایک سو بیس گز کے کرائے کے مکان کے بڑے کمرے میں لگی رہتی تھی۔

مجھے یاد ہے، ہم لوگ پہلی بار ساقی کے گھر گئے (یہ سن اٹھاون کا قصہ ہے) تو یاس یگانہ چنگیزی کی کسی غزل کی تلاش میں وہ ہمیں لیے ہوئے اپنے ابا کے بڑے کمرے میں گھس گیا، وہاں پہلی اور آخری بار ہم نے یہ تصویر دیکھی۔ اس کے ابا گھر پر نہیں تھے اس لیے ساقی کو یقین تھا کہ یگانہ کی غزل کی بازیابی میں وہ کامیاب ہو جائے گا۔

دراصل ساقی کے ابا (مرحوم) ڈاکٹر التفات نبی صاحب کو یگانہ اس قدر پسند تھا کہ وہ ساقی کے ذخیرۂ کتب اور اس کے کاغذوں کے پلندوں سے ہر وہ رسالہ یا کاغذ کا پرزہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تلاش کر منگواتے تھے جس پر یاس یگانہ کا ایک بھی شعر لکھا ہو۔ خود وہ بہت مصروف آدمی تھے اس لیے غزلوں وغیرہ کی نقلیں تیار کرنے کا وقت کہاں سے لاتے۔ ساقی کو تاکید کر دیتے تھے کہ بھئی غزل ابھی میرے پاس ہی رہنے دینا، پڑھ لوں گا تو لوٹا دوں گا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ یاس یگانہ کی شاعری کو کراچی کے نوجوان باقاعدہ دریافت کر رہے تھے۔ یگانہ کا ایک نیا شعر بلکہ مصرع بھی نوجوانوں کے حلقوں میں خبر کا درجہ رکھتا تھا۔ خود یگانہ صاحب بہ قید حیات تھے۔ کراچی میں علامہ رشید ترابی صاحب قبلہ کی علمی مجلسوں میں یگانہ کا طوطی بولتا تھا یعنی بزرگوں اور نوجوانوں میں یہ دور یگانہ کی مقبولیت کا سنہری دور تھا۔

تو یگانہ کی غزل کی طفیل ہم نے خان بہادر خیرات نبی کی یہ شاندار رنگین تصویر دیکھ لی۔

میرے لڑکپن کی یادوں میں روغنی تصاویر کو ایک خاص اہمیت حاصل رہی ہے کہ خود میرے والد پورٹریٹ پینٹ کیا کرتے تھے۔ ساقی کے جد بزرگوار کی تصویر میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جسے دیکھ کر میں نے کہا، ''واؤ! یار یہ کون شان دار بزرگ ہیں؟''

''کون؟ کہاں؟'' ساقی نے اپنی مصروفیت کی بیزاری میں پوچھا ''اچھا یہ؟ یہ میرے دادا ہیں مسٹر خیرات نبی۔''

میں ابھی تک تصویر کے سحر میں تھا، میں نے پوچھا ''یہ اپنے کوٹ کے سینے پر سرسیّد جیسا تمغہ کیا لگائے ہوئے ہیں؟''

''کہاں؟'' کہہ کر ساقی تصویر کی طرف مڑا۔ ''اچھا، یہ؟ ہنہ!''

میں کچھ نہ سمجھا، میں نے کہا، ''اچھا، یہ اور ہنہ! سے تمھاری کیا مراد ہے؟ یہ کیا کوئی تمغہ نہیں لگائے ہوئے؟''

''ارے ہاں بھئی، انھیں..... خان بہادر کا خطاب ملا تھا۔ ہنہ!'' ساقی نے اپنے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ابا کی دراز کھول کر پھر کاغذ الٹنا پلٹنا شروع کر دیے۔

مجھے اس کا یہ ہنہ، ہنہ والا رویہ برا لگا۔ کندھا تھپتھپا کر میں نے کہا ''ادھر دیکھو، بات سنو! یہ کوئی شرمندہ ہونے کی بات تو نہیں ہے۔ بہت سے پوتے اس بات پر فخر کریں گے کہ ان کے دادا کو خان بہادر کا خطاب ملا تھا۔ یہ تم نے کیا بکواس لگا رکھی ہے؟''

ساقی نے تصویر کی طرف انگلی اٹھا کر کہا ''میں ان سے ناخوش ہوں.....انھوں نے انگریز کا خطاب کیوں قبول کیا؟''

قاضی محفوظ نے ساقی کو ٹوکا ''بھئی علامہ اقبال کو بھی تو سر کا خطاب ملا تھا؟''

''کیا سمجھتے ہو، علامہ سے مجھے کوئی کم شکایت ہے؟ وہ تو ان کی شاعری کی وجہ سے درگذر کرتا رہا ہوں۔ یوں ہے میرے خان بہادر دادا اگر اقبال جیسا ایک بھی شعر کہہ دیتے تو ان کی خان بہادری کو میں معاف کرسکتا تھا، مگر وہ شعر ہی نہیں کہتے تھے۔'' اس نے مڑ کر تصویر سے کہا ''سوری سر! مجبوری ہے۔'' پھر چہک کر بولا ''اوہ! یہ رہی غزل۔''

ساقی کو بالآخر دراز میں یگانہ والی غزل مل گئی تھی۔ ہم اس کے ابا کے کمرے اور دادا کی تصویر سے باہر آ گئے۔

دست گیر کالونی، فیڈرل بی ایریا کے اس گھر کا نمبر شمار ۱۰۰ تھا جس میں ساقی نے اپنی تخلیق کاری، اپنی ذلت اور سرشاری اور عروج کا طویل زمانہ گزارا۔ سو نمبر کے اس مکان میں ساقی کے دوستوں کو بے وقت چائے پلانے، کھانا کھلانے اور باہر کمرے کی مسہری ہٹوا کر فرش پر گدے بچھوانے یعنی ہم خانہ بدوش شاعروں کو بسیرے کی اجازت دینے والی اس کی امی موجود تھیں۔ خدا ان کے درجات بلند کرے، وہ ایک نوع کی ''فلاحی مملکت'' تھیں۔ انھی کے بھروسے پر ہم میں سے کوئی بھی ساقی کے گھر کسی بھی وقت چلا جاتا اور فلاح پاتا تھا۔

فیڈرل بی ایریا ابھی پوری طرح آباد نہیں ہوا تھا۔ خدا معلوم دس بجے کہ گیارہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بجے یہاں بسیں بند ہوجاتی تھیں۔ ساقی فاروقی کا میزبانی والا ضمیر ہرگز کسی بھروسے کے قابل نہیں تھا۔ ہم ڈرتے ہی رہتے تھے کہ کہیں بارہ بجے رات کو یہ شخص اپنی نظمیں سنانے کے بعد ہمیں خدا حافظ کہتا ہوا دروازے تک نہ پہنچادے۔ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ میلوں پیدل چلنا ہوگا۔ ہوسکتا ہے پولیس دھرلے، اگرچہ ایسا کبھی ہوا تو نہیں پھر بھی ایک خوف سا دل کو لگا رہتا تھا کیونکہ بعض لوگوں نے خبر دی تھی کہ ساقی کی آنکھ میں کسی چوپائے کا بال ہے۔ (یہ خبر بعد کو جھوٹ نکلی) تاہم، کسی واقف حال نے یہ خوش خبری بھی دی کہ ساقی کے گھر پہنچ کر ایسا کیا کرو کہ بلند آواز سے امی کو سلام کرلیا کرو، یہ ضروری ہے۔ بس کسی طرح اس کی امی کو معلوم ہوجائے کہ ''بچے'' آئے ہوئے ہیں پھر وہ خود ہی سنبھال لیں گی۔ ماں تو پھر ماں ہوتی ہے۔

ساقی کتنا پرفن، پرفریب آدمی ہے، اس کا اندازہ ہمیں پہلی ملاقات پر ہی ہوگیا تھا یا یوں کہیے کہ پہلی ملاقات پر اندازہ نہ ہوسکا تھا، دوسری بار پہنچے تو معلوم ہوا کہ پہلی بار جو..... مگر نہیں۔ یہ واقعہ مجھے ابتدا ہی سے سنانا پڑے گا۔

ہم دونوں کو پہلی بار کہاں، کس نے ملوایا، اب یاد نہیں۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ صبح کے نو بجے سے رات کے آٹھ بجے تک ہم لوگ مختلف گھروں پر چائے، کھانے، سگریٹیں کھاتے پیتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ بہت سا پیدل چلے، بسوں میں بیٹھے اور آٹھ بجے کسی نہ کسی طرح دست گیر کالونی، ساقی کے ساتھ اس کے گھر پہنچ گئے۔ گھر پر اس نے ہمیں کھانا کھلایا، چائے پلائی اور کہنے لگا، ''اب میں تم کو ایسی جگہ لے جا کر بٹھاؤں گا کہ جس کی دل آویزی اور طراوت اور حسن کتابوں میں درج کیا ہوا تو شاید مل جائے، تم میں سے کسی کے ذاتی تجربے میں خدا کی قسم ایسی دل آویزی، طراوت اور حسن ہرگز نہ ہوگا۔ آؤ سب کے سب میرے پیچھے چلے آؤ۔''

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اگست کا مہینہ اور اماوس کی راتیں تھیں یعنی جب چاند بالکل نہیں نکلتا۔ اس وقت تک دست گیر کالونی میں اسٹریٹ لائٹس بھی نہیں لگی تھیں۔ ہم مکانوں کی قطار سے نکلے تو سامنے کھلا میدان تھا۔ گھپ اندھیرے میں ہماری رہنمائی کرتا ساقی فاروقی ہمیں سیمنٹ کی بنچوں تک لے گیا۔ کہنے لگا، ''بیٹھو اور گہرے گہرے سانس لو۔ یہ پُروائی ہے یا شاید اتر پون ہے۔ ہاں ٹھیک تو ہے، اپنے سندھ میں بادِ شمال ہی بادِ بہار ہوتی ہے یعنی ''اترادھی'' .....بہر حال جو بھی ہو۔ یہ سامنے حدِ نظر تک..... یا اس وقت نظر نہیں آرہا تو اگلے چار فرلانگ تک.....ایک لش گرین سبزہ زار کھلا ہوا ہے یعنی دست گیر پارک۔ ذرا سونگھوں اس ہوا میں نئی دوب کی خوشبو ہے، نمو کا سرسبز وعدہ..... ہے نا؟ تو یہ وہ جگہ ہے یارو! جہاں بیٹھ کر میں نے اپنی بیش تر شاعری سوچی ہے۔'' پھر اس نے کنار آب رکنا باد وگلگشت مصلیٰ والا مصرع پڑھا اور گہری گہری سانسیں لے کر بولا ''اس تازگی اور سناٹے کو اور اس سبز خوشبو کو اپنے وجود میں اتر جانے دو۔ خوب اتر جانے دو۔ سالو! ایسا مست ہرا سناٹا شہر میں اور کہیں نہیں ملے گا۔

ہا آ آہ! ہا!''

ہم میں سے ہر ایک نے خوب پانی دیے ہوئے سرسبز وتر وتازہ لان کو اندھیرے میں دریافت کیا اور لطف اندوز ہوئے پھر وہاں گھنٹے سوا گھنٹے بیٹھ کر آخری بس سے ہم اپنے اپنے گھروں کو چل دیے۔

ساقی کے قابلِ رشک، آئیڈیل سبزہ زار کی یاد تین چار دن تک ہمیں گھیرے رہی۔

اینٹی کلائی میکس یا رجعتِ قہقری اس وقت ہوئی جب ہم تین دوست ساقی سے ملنے کے لیے اس کے گھر جا پہنچے۔ بینچوں پر بیٹھنے کے ارادے سے مکانوں کی قطار سے نکلے تو

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سامنے حدِ نگاہ یا کم سے کم دو فرلانگ تک کچا دھول بھرا میدان تھا۔ بے گیاہ ننگی زمین پر کنکر بکھرے پڑے تھے اور چھوٹے چھوٹے بگولے دھول اور تنکوں کے بھنور سے بناتے تھے۔

ہم نے بھنا کر ساقی کی طرف دیکھا۔ وہ بولا، ''اوہو! تم سبزہ زار کو پوچھتے ہو؟'' پھر دانش مندی سے کہنے لگا، ''وہ تو رات میں بچھایا جاتا ہے۔ صبح ہوتے ہی میونسپل کارندے لپیٹ کر لے جاتے ہیں..... ہیں ہیں ہیں.....کیسی رہی استاد؟''

ہمارے اس دور کے ساتھیوں میں قاضی محفوظ کو پیارے ''علامہ الدہر'' یا ''مولانا ابوالکلام'' کہا جاتا تھا۔ قاضی محفوظ کا کمال یہ تھا کہ وہ ایک چھوٹے سے مشاہدے یا خبر کو علمی جبہ و دستار پہنا کر علمی مجاہدہ کو مجادلہ بنا دیتے تھے یعنی یہ کہ اگر بادل چھائے ہوئے ہیں اور پھہار پڑ سکتی ہے تو قاضی میم اپنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر، منڈی گھما کر اطلاع دیں گے کہ ''مطلع ابر آلود ہے، چنانچہ ترشح کا ہونا ناگزیر و لابدی ہے۔'' جو بات مشکل زبان میں کہی جا سکتی ہو وہ اسے آسان زبان میں نہیں کہہ سکتے تھے۔ بہت سے جملوں کے ساتھ وہ ''علیٰ ہذا القیاس'' کا لاحقہ بھی لگاتے تھے چاہے کچھ ہو جائے۔ کہتے تھے اور شاید اب بھی کہتے ہوں کہ ''علیٰ ہذا القیاس'' کہہ دینے سے ''مشاہدے کی تشہید میں وقوف حاصل ہو جاتا ہے.....'' یا خدا جانے کیا ہوتا ہے۔

تو ایسی علمی مقطع چقطع صورتِ حال میں اپنے قاضی محفوظ سن چون سے سن اٹھاون تک ہم دوستوں کو اسد صاحب، احسان صاحب کہہ کہہ کر مخاطب کرتے رہے۔ ہم لوگ بھی جواباً انھیں ''محفوظ صاحب'' کہا کرتے تھے اور کیا؟ جیسے کو تیسا۔

''سبزہ زار'' والے واقعے کے تیسرے روز کہ ساقی کے ساتھ ساتھ ہمارے مراسم بالکل نئی ''سطح مرتفع'' مرتب کر رہے تھے۔ معاف کیجیے..... ''ترتیب پذیر ہونے کی جانب مرفوع تھے۔'' اور ہم قاضی محفوظ کے گھر میں بیٹھے رَوے کا حلوہ کھا رہے تھے کہ اچانک ساقی

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

نے چہرہ سرخ کر کے ڈپٹ کر کہا، ''اسٹاپ!''

حلوے کا ہنگام تھا، کچھ لوگوں نے ہاتھ کھینچ لیا، رک گئے، بعض نے پروا بھی نہ کی تو ساقی نے خود کو اور مشتعل کیا اور بولا، ''سنو! لاریب کہ اندر صحن تک میری آواز پہنچ سکتی ہے اور صحن میں امی (قاضی محفوظ کی امی) ہوں گی اور منیا ہوگی، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم سب گلیارے میں چلیں۔''

ہم سمجھ گئے کہ وہ سب کو گلیارے میں کیوں لے جانا چاہتا ہے۔

کوئی ایسی بات ہوگئی تھی جس پر ساقی فاروقی کو گالی گلوچ کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔

ہم میں سے بعض نیم دلی سے اٹھ کر گلی میں آ گئے بعض نے روے کے حلوے سے ہاتھ کھینچنا پسند نہ کیا۔ کمرے میں ہی بیٹھے رہے۔ خیر ساقی نے گلی میں نکل آنے والوں کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی، کہنے لگا:

''نیک بختو!.....'' (ان سطور میں نیک بختو، بدنصیبو، طوطیان شیریں مقال وغیرہ کو ناشر کی معذوری سمجھنا چاہیے۔ ساقی نے جو اسمائے تخاطب استعمال کیے وہ فی الحال ضبط تحریر میں نہیں لائے جا سکتے) تو کہنے لگا، ''نیک بختو! تم ایک قعرِ مذلت میں پڑے ہوئے تھے۔ میں آیا، میں نے دیکھا، اور سالو میں نے تمھاری اصلاح کا ارادہ کیا.....''

اب وہ یونانیوں کے خطیبانہ اسلوب میں ایک ایک سے سوال کرنے لگا ''.....اور مجھے اس کے بدلے میں ملا کیا؟''

کسی نے رواروی میں کہہ دیا، ''حلوہ.....حلوہ ملا سالے تجھے!'' تو ساقی ذاتی طور پر اشتعال میں آ گیا۔ خیر، ہاتھا پائی تو وہ کرتا نہیں۔ کچھ دیر بعد ''نارمل'' ہوا تو کہنے لگا۔

''بدنصیبو! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم آج تک اجہل الجاہلین حلال زادوں کی طرح

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ایک دوسرے کو اسد صاحب، محفوظ صاحب، ارشاد صاحب، کہہ کر پکارتے ہو۔ ارے پانچ پانچ چھ چھ برس کی دوستیاں ہیں اور اب تک ..... ہیہات! اب تک یہ حرام زدگی چل رہی ہے؟ تف ہے!''

کسی نے بات ختم کرنے کو کہا، ''یا ہادی! ہم نام نہ لیں تو ایک دوسرے کو اور کس طرح پکاریں؟ تم ہی بتاؤ نمبر شمار مقرر کرلیں اور نمبروں سے بلائیں ایک دوسرے کو؟ ایک؟''

ساقی نے سر پیٹ لیا، بولا ''کندۂ ناتراش، سالے، طوطیِ شیریں مقال! ارے نمبروں سے کیوں پکارو؟ میرے بچوں نام تم لوگوں کے بہت خوبصورت ہیں۔ بہ خدا مجھے ناموں سے کوئی کد نہیں مگر یہ جو ''صاحب'' لگاتے ہو آخر میں، یہ کیا ہو گیا ہے تم کو؟ بدنصیبو! ارے دوستو کے درمیان آپ جناب کا حجابِ ذلیل کہاں ہوتا ہے؟ سالو! دوست تو ایک دوسرے کے محرم ہوتے ہیں اور وہ کیا کہتے ہیں بے حجاب اور بے محابہ۔ ابے کچھ خبر بھی ہے؟ اپنے جوش صاحب تو پرنس معظم یا مکرم جاہ کے حوض میں اپنے دوستوں کی معیت میں حالتِ بے ستری میں بے خطر کود پڑتے تھے اور ایک تم ہو سالو! ننگِ اسلاف، کہ ایک دوسرے کو ''صاحب'' کا غلاف اڑھاتے ہو۔ صد ہزار افسوس!''

ساقی آب دیدہ ہو چلا تھا اور گلی میں کھڑا غصے سے کانپ رہا تھا اس لیے ہم نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا اور وعدہ کیا کہ اب ایک دوسرے کو ''صاحب'' پکار پکار کے ذلیل و رسوا نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ دن ہے اور آج کا دن..... اور اس کا کریڈٹ ساقی ''صاحب'' کو جاتا ہے۔

اب جبکہ وہ اس مختصر گروہ کا ''والدین'' بن بیٹھا تھا تو ہمیں مزید مطیع و مرعوب کرنے کے ارادے سے اس نے فیصلہ کرلیا کہ ہم سب کو رائٹرز گلڈ کے اس اہم اجلاس میں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

شرکت کرنی چاہیے جس میں مصور فیضی رحمٰن اور عطیہ بیگم فیضی تشریف لا رہے ہیں۔ ہم نے عذر پیش کیا کہ بھئی ہم لوگ کیا کریں گے جا کر، ہم تو گلڈ کے ممبر نہیں ہیں۔ پھر بعض نے ابھی دو ڈھائی ماہ سے لکھنا شروع کیا ہے۔ بعضے لکھتے لکھاتے بھی نہیں، صرف پڑھتے ہیں۔ ایک تو ایسا ہے جو پڑھتا بھی نہیں بس ''منہ زبانی'' تیرا کلام سن لیتا ہے، داد تک نہیں دیتا۔ تو گلڈ کے جلسے میں ہمیں کیوں لے جا رہا ہے بھائی؟''

ساقی نے اس ''کیوں'' کے جواب میں وجوہ گنانی شروع کیں جو کچھ اس طرح تھیں: کہ ''اوّل یہ کہ میرا حکم ہے اس لیے چوں و چراں کی گنجائش نہیں۔ دوم میں رائٹرز گلڈ کا فاؤنڈر ممبر یعنی بنیادی رکن ہوں، میں جس کو چاہوں لے جا سکتا ہوں۔ امام بخش صاحب پہلوان بھی میرے ساتھ اجلاس میں داخل ہو جائیں تو کوئی ''چوں'' نہیں کر سکتا۔''

ہم نے کہا ''امام بخش صاحب تو کابینہ تک کے اجلاس میں داخل ہو سکتے ہیں، کوئی چوں نہیں کرے گا۔ ہاتھ پیر نہیں تڑوانے کسی کو۔''

ساقی نے کہا ''بدتمیزی مت کرو، بات سنو، میں تم سب کو اپنی شان و شوکت دکھانا چاہتا ہوں۔ تم لوگ ابھی میرے عظیم شاعرانہ رتبے کے قائل نہیں ہوئے ہو۔ میں چاہتا ہوں تم گلڈ جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھو لو جو دبدبہ اور شکوہ میرا ہے۔''

ہم نے کہا ''ہم قائل ہو چکے ہیں اور دبدبے کے سلسلے میں یہ سن چکے ہیں کہ تم نے ایک محترم نقاد، ایک سینئر شاعر کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیا تھا کسی بات پر۔''

کہنے لگا ''وہ اور بات تھی اور محترم کا لفظ یہاں غور طلب ہے۔ دیگر یہ کہ میں نے جھٹکا نہیں دیا تھا۔ جس نے یہ واقعہ اس طرح سنایا وہ راوی ضعیف اور گردن زدنی ہے۔ نام بتاؤ اس کا؟

ہم نے کہا ''ہم پاگل نہیں ہیں اور عہد شکنی بھی نہیں کر سکتے۔ راوی نے اپنے سفید

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سر پر ہاتھ رکھوا کر ہم سے قسم کھلوائی تھی کہ اس کا نام تم پر ظاہر نہیں کیا جائے گا۔''

یہ سن کر ساقی خوش ہوا شاید اس لیے کہ گلڈ لے جائے بغیر اس کی ''دہشت'' ہم پر منکشف ہو رہی تھی۔

خیر اسے اور خوش کرنے کو ہم گلڈ کے جلسے میں پہنچ گئے۔

جلسہ گاہ بنیادی اراکین اور ان کے ساتھ آئے ہوئے مہمانوں سے بھری پڑی تھی۔ اس جلسے میں ساقی نے کوئی خاص جگر کی نہیں دکھائی۔ اپنی ''سینیاریٹی'' اور شہرت (بری بھلی دونوں قسم کی) کی سنہری آنچ میں لوگوں کے درمیان ہمیں لیے ٹہلتا رہا۔ بیگم عطیہ فیضی کے روبرو شولری کے سکہ بند اصولوں کے مطابق اپنے شکم پر ایک ہاتھ رکھ کر جھکا، کہنے لگا، ''بیگم صاحب! کمال حسین لگ رہی ہیں آپ۔''

بیگم عطیہ فیضی کی بینائی جواب دیتی جا رہی تھی۔ انھوں نے سرمہ لگی آنکھوں سے اس کا چہرہ پہچاننے کی کوشش کی، پھر سیکریٹری گلڈ سے پوچھا، ''میں اس لڑکے کو پہچانتی نہیں، کون ہے یہ؟ بہت مہذب ہے۔''

سیکریٹری گلڈ نے کہا، ''بیگم صاحبہ! ساقی ہے۔ شاعر ساقی فاروقی۔''

''شاعر!'' عطیہ بیگم نے دہرایا۔ ''اچھا یاد آیا۔ خوب شاعر ہے۔ بہادر اور منحرف.....مگر یہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے۔''

ساقی داد وصول کرتے ہوئے ہنسا ''آداب عرض کرتا ہوں!.....اب آپ اور حسین لگ رہی ہیں بیگم صاحبہ۔ ہہ ہاہا۔''

عطیہ بیگم روشن آنکھوں سے مسکراتی آگے بڑھ گئیں۔

ساقی نے ہمارے پاس پہنچ کر کہا ''دیکھ لیا سالو؟''

بعد میں ''جو یوں ہوتا تو کیا ہوتا'' کے ضمن میں ساقی ہمیں قائل کرتا رہا کہ وہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اگر مولانا شبلی، علامہ اقبال اور عطیہ بیگم فیضی کے عہد زریں میں ہوتا تو عطیہ بیگم کے سلسلے میں حضرت علامہ اور جناب شمس العلما دونوں کا چراغ نہ جلنے دیتا بلکہ عین ممکن تھا کہ اپنے فیضی رحمٰن صاحب کی ریاضتیں بھی رائگاں جاتیں۔

ایسا خبیث آدمی تھا یہ اس زمانے میں۔

یہ ہمیں دوسری اور آخری بار گلڈ کے دفتر میں لے گیا تو وہاں فخر سلطنت، جناب فردوسی بہ نفس نفیس موجود تھے۔ان کو دیکھ کر ساقی نے ہم سے کہا''ذرا خیال رکھنا۔آج بہت سی باتیں ایسی ہوں گی جن سے میں اشتعال میں آسکتا ہوں۔''

ہم میں جس کی صحت سب سے اچھی تھی اس نے ساقی سے کہا''ذرا تم بھی خیال رکھنا کیونکہ میں مشتعل ہوئے بغیر گدی میں ہاتھ دے کے آدمی کو ادھر ادھر لے جانے کی مشق کر رہا ہوں۔''

ساقی فاروقی فقرے کی سنگینی کو سمجھ گیا۔اس کی صحت اس زمانے میں بھی کوئی زیادہ قابل رشک نہیں تھی۔

جلسہ شروع ہوا تو صدر میں صوفے پر بیٹھے ہوئے فخرِ قوم جناب حفیظ جالندھری نے حسب معمول چھوٹے چھوٹے بظاہر بے ضرر فقروں سے کارروائی میں رخنے ڈالنا شروع کر دیے۔کوئی رپورٹ پڑھی جا رہی تھی جس سے حاضرین بیزار ہو رہے ہوں گے۔ فخرِ سلطنت کے فقروں کی حوصلہ افزائی کیے بغیر لوگوں نے دبی آواز میں ہنسنا، سرگوشیاں کرنا، اونچے سر میں کھانسنا اور جماہیاں لینا شروع کر دیا تھا۔فخرِ سلطنت جناب فردوسی کو گمان ہوا کہ یہ پھلجھڑیاں ان کے''ذہین''فقروں کے سبب سے چھوٹ رہی ہیں، انھوں نے اور تیزی سے فقرے مارنا شروع کر دیے۔ساقی نے ہم سے کہا''میں بتدریج طیش میں آ رہا ہوں۔ عین ممکن ہے، اس شخص کی بے جا اور بے کیف مداخلت پر مکمل ساقیانہ جلال میں آ جاؤں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

آگاہ کیے دیتا ہوں پھر نہ کہنا۔''

ہمارے اچھی صحت والے ساتھی نے کہا'' آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں اور یہاں ''کوئی بشر'' سے مراد تم ہو ساقی فاروقی۔ اس لیے سکون سے بیٹھنا۔ گڑبڑ بالکل نہ کرنا۔''

ساقی چپ ہو رہا۔ اس کھلی چیتاونی کے جواب میں کیا کہہ سکتا تھا؟

خیر رپورٹ ختم ہوئی۔ کسی نثر نگار نے کچھ پڑھا پھر اس پڑھے ہوئے پر بات چیت کی دعوت دی گئی تو سب سے پہلا آدمی جس نے اس نثر پارے کے بخیے ادھیڑنا شروع کیے، ساقی فاروقی تھا۔ ساقی کی یہ جارحانہ کارروائی اصلاً ہمیں متاثر کرنے کے لیے تھی۔ اب یاد نہیں رہا کہ نثار کون تھا؟ ہر نئے جملے پر بے چارہ حیران ہو کر ساقی کا منہ تکنے لگتا تھا جیسے کہہ رہا ہو'' بروٹس! تم بھی؟''

جملہ وفاداریاں بھول کر ساقی اس کا جھٹکا کرنے پر تل گیا تھا۔

نثر پارے پر ساقی کے اعتراضات کے جواب میں کسی نے کچھ کہا۔ پھر فخرِ سلطنت جنابِ فردوسی نے صدر میں بچھے ہوئے صوفے پر سے کچھ کہنا شروع کیا، ہم سمجھ گئے کہ نقصِ امن کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔

فردوسی نے کہنا شروع کیا ''میں جب روس میں تھا.....'' آگے انھوں نے بتایا کہ وہ جب روس میں تھے تو وہاں کون سی چیز کس طرح تھی۔

ساقی نے کہا، ''میں اپنے فاضل دوست فخرِ قوم ملک ملت جناب فردوسی سے .....وغیرہ وغیرہ۔''

ساقی انھیں اپنا دوست کہہ رہا تھا جب کہ فردوسی کی عمر شاید ساٹھ سے تجاوز کر چکی تھی، ساقی پورے بیس کا بھی نہ ہوگا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

جواباً فردوسی بولے ''جب میں روس میں تھا تو.....'' اور انھوں نے پھر یہ واضح کیا کہ اس وقت روس میں کیا کچھ کس طرح تھا۔

ساقی نے بے نیازانہ ایک ایسا فقرہ کہا جس کا مفہوم یہ تھا کہ فاضل دوست فردوسی اس مغالطے میں رہتے ہیں کہ وہ چیزوں کو اور چیزیں انھیں سمجھ سکتی ہیں۔

ساقی حد سے تجاوز کر گیا تھا۔ فخرِ سلطنت جنابِ فردوسی نے کڑک کر کہا ''صاحب زادے! میں نے روس میں.....''

ساقی نے جملہ پورا نہ کرنے دیا، ڈپٹ کر کہا ''اسٹاپ! مسٹر فردوسی پلیز اسٹاپ! ذہین ادیبوں، شاعروں کا یہ اجتماع!'' ساقی نے جھاڑو کی طرح اپنا ہاتھ سوئیپ کرتے ہوئے جملہ حاضرین کو روغنِ قاز مل دیا۔

بولا ''یہ ذہین اجتماع حلق تک اس اطلاع سے بھر چکا ہے بلکہ اب تو ابل رہا ہے، اس خبر سے مسٹر فردوسی کہ آپ سرکاری خرچ پر بالآخر روس بھی ہو آئے۔''

حلقہ بگوشوں میں سے کسی نے برابر کے سوفے سے سر ابھارا، کہا، ''ساقی! کیا بدتمیزی ہے؟''

ہمارے عقب سے بھی کسی نے حلقہ بگوشی کی ''شرم کرو! شرم کرو مسٹر!''

برابر سے ایک صاحب ''چچ چچ'' کے ساتھ افسوس کرتے ہوئے بولے ''فخرِ قوم ملک سلطنت جنابِ فردوسی دوراں کے ساتھ یہ سلوک نا قابل برداشت ہے۔ مسٹر فاروقی، آپ کو معافی مانگنی ہوگی۔''

ساقی کے خلاف بغاوت پھیلتی جا رہی تھی۔

ہمارے اچھی صحت والے ساتھی نے ساقی کے کان میں کہا، ''شریف زادے! تو ہمیں بھی مروا دے گا۔''

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

دوسرے نے کہا ''اب مرو بھی، اٹھو اور اپنی لاش لیے بھاگ جاؤ جلدی سے۔ چلو۔سؤر!''

مگر ساقی۔اپنی ننہال کی فاروقی نسبت کے ساتھ، اب پورے قامت سے تن کر اٹھ کھڑا ہوا اور اصیل لفظوں کی تمام جارحیت کے ساتھ اس نے دم سادھے ہوئے آڈی ٹوریم میں چھ سات منٹ مسلسل تقریر کی۔جس کا لب لباب یہ تھا کہ پچھلی جنگِ عظیم کی حنوط کی ہوئی لاشوں کو ایک زندہ اور متحرک اور سیماب صفت نسلِ نو پر مسلط کر دیا گیا۔جو ایک ارضِ نو شگفتہ کی کچی کونپل امنگوں کی نمائندگی کر رہا ہے، یہ شغال ٹولہ جو ٹوڈیوں کا پروردہ ہے.....کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد اور فیض صاحب کو ریڈیو پاکستان سے بین کر دیا گیا ہے، ان کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا وہاں اور بے مغز خالی کھوکھے یہاں سے ارضِ چین تک بجتے چلے جاتے ہیں۔ کہنے لگا ''یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ حاضرین میں ان غلط کاریوں، غلط بخشیوں کا خاموش تماشائی نہیں رہ سکتا۔نو!''

حلقہ بگوش صفوں سے کسی نے لفظ غلط کاریوں پر کھیلتے ہوئے ساقی کے غیر محتاط لڑکپن پر حرف زنی کی۔سیکریٹری گلڈ نے (یا جو بھی ان کا عہدہ تھا) ساقی کو یاد دلایا کہ یہ ادبی مجلس ہے، اس فورم پر سیاسی گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ہم نے اپنے میزبان ساقی فاروقی کی آستین کھینچی ''چل.....! یہ کس پھڈے میں ڈال دیا ہمیں۔''

اس کی آنکھیں روشن اور سر اور گردن کا زاویہ کشیدہ تھا۔اسٹیج وہسپر میں یعنی دور تک سنائی دیتی سرگوشی میں بولا، ''طوطیِ خوش الحان سالے! دیکھتا نہیں گھمسان کا رن پڑ رہا ہے۔تو یہاں شعر لکھنے آیا تو اب سیکھ لے کہ.....سکوں کے بیوپاریوں کو خداوند کی ہیکل سے کیسے آؤٹ کیا جاتا ہے۔اب یہ بھی سیکھ۔''

مگر رائٹر گلڈ کا دفتر خداوند کی ہیکل نہ تھا اور نہ ہی شعر و ادب کی مملکتیں کسی فوج کشی

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سے جیتی جاسکتی ہیں۔ ساقی فاروقی کو بالآخر اس ''چوہا دوڑ'' کو سمجھنا اور کبھی کبھی اس میں شامل ہونا پڑا جو زندگی کے ہر شعبے کی طرح ادب میں بھی جاری وساری ہے۔ شاید وہ پہلے بھی ایک چھوٹی موٹی چوہا دوڑ جیت چکا تھا کہ گلڈ کے ایئر ٹکٹ پر ڈھاکے کا ایک چکر لگا آیا تھا، اس نے ایک نظم لکھی تھی، قطار اندر قطار پٹ سن کے نرم پودے..... ہاں روس، چین نہیں جاسکتا تھا۔ تو وہ غصہ بہ دستور اپنی جگہ تھا۔

بعد کو اردو مرکز، بی سی سی آئی یا ''سوغات'' بنگلور کے سلسلے میں ساقی نے جو قلم کاریاں کیں انھیں روس چین محرومی، جمع استحقاق، جمع توقعات کے سلسلے کی شکستہ کڑیاں سمجھنا چاہیے۔ میں اس کی وکالت نہیں کر رہا مگر شاید ساقی ابھی تک انوکھا لاڈلا بنا ہوا ہے، کھیلنے کو چاند مانگتا رہتا ہے۔ شاید ممتاز حسین، مدنی، سلیم احمد، اطہر نفیس اور ایسے بے شمار لوگوں نے بشمول راقم اسے لاڈ کر کر کے بگاڑ دیا۔ خیر چھوڑیے۔ ایک قصہ اور سنیے۔

ساقی سناتا تھا کہ ایک بار گلڈ کے کسی عظیم الشان اجلاس کے دوران (فاؤنڈر ممبر ہونے کے ناتے) وہ ڈرائیور سمیت گلڈ کی ایک گاڑی ہتھیانے میں کامیاب ہوگیا اور ڈرائیور کو لے کر کسی عزیز، کسی دوست یا کسی محبوبہ کے گھر جا پہنچا اور اپنی شان وشوکت دکھا کر وہاں سے دو گھنٹے بعد لوٹا۔ گلڈ کے عہدے دار (نام ان کا تاج صاحب فرض کر لیجیے) نے لاہور، پشاور، ڈھاکے، کوئٹے سے آئے ہوئے مندوبین کی موجودگی میں (انتظامیہ سے مخصوص) جھلاہٹ اور رعونت کے ساتھ ساقی سے جواب طلب کیا کہ ''مسٹر ساقی فاروقی آپ کس اتھارٹی سے گلڈ کا ڈرائیور اور گاڑی لے گئے تھے؟''

ساقی غصے میں سانولے سے سفید ہوگیا مگر حالات سازگار نہیں تھے۔ اس نے دائیں بائیں، آگے پیچھے دیکھا۔ اس کی ذلت وخواری کوئی بیس مندوبین کے روبرو ہوئی تھی۔ وہ اس کا نام سن کر متوجہ ہوئے تھے اور اسے پہچان بھی گئے مگر وہ گلڈ کے عہدیدار تاج

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کی آفیشیل پوزیشن کے رعب وداب کو بھی تسلیم کر چکے تھے کیونکہ تاج نے ساقی جیسے معروف شاعر کو ڈانٹ دیا تھا جبکہ تاج (بقول ساقی) بہت برے شاعر تھے بلکہ سرے سے شاعر تھے ہی نہیں۔

ساقی نے دیکھا کہ آڈی ٹوریم لوگوں سے بھرتا جا رہا ہے ایک ٹیکنیشین مائیکروفون ٹیسٹ کر رہا تھا۔ ٹھن ٹھن، ہیلو ہیلو، ون ٹو تھری کیے جا رہا تھا۔ ساقی نرمی کے ساتھ تاج کا ہاتھ تھامے اسے ڈائس پر، پھر مائیکروفون کی رینج میں لے آیا۔ ساقی بہت نرمی سے بڑبڑاتا ہوا آیا تھا کہ یار تاج بات سنو۔ قصہ یہ ہے کہ، یار بات سمجھا کرو..... وہ اس لیے..... وہ اس لیے کہ تاج کو اس کے اصل عزائم کا علم نہ ہونے پائے۔ جوں ہی یہ لوگ مائیک کے دائرۂ اثر میں پہنچے، ساقی نے ٹیکنیشین کو آہستگی سے ہٹایا اور قرونِ وسطیٰ کے درباری نقیبوں کی سی ٹھنٹھناتی ہوئی آواز میں براہِ راست مائیک کو مخاطب کیا کہ ''تاج محمد فلانے جائنٹ سیکریٹری (یا جو بھی عہدہ تھا) پاکستان رائٹرز گلڈ، یونانی کتوں کے مورثِ اعلیٰ، کفن چور، حلال زادے، عجمی گونگے تیری یہ مجال کہ تو ساقی فاروقی سے گاڑیوں، ڈرائیوروں کے بارے میں جواب طلب کرے'' پھر اس نے اپنے سلسلے میں لاف زنی کی کہ ''میں ساقی فاروقی عربی الاصل ہوں۔ صاحبِ لسان ہوں، ایسا زبردست شاعر ہوں کہ اللہ اللہ اور وغیرہ وغیرہ اور فرہاد تک ''رکھ کے تیشہ کہے کہ یا استاد'' اور تو نے اب تک کیا لکھا ہے؟ تاج محمد فلانے ہیچ پوچ سالے! دشت گم نامی کے چراغِ کشتہ۔''

ساقی کی سینچورئین آواز چالیس لاؤڈ اسپیکروں سے نشر ہوئی اور چار ہزار کے مجمعے نے سنی جبکہ تاج محمد فلانے کی کڑوی جھنجھلاہٹ بیس آدمیوں تک ہی پہنچ سکی تھی۔

ساقی کا انتقام پورا ہو چکا تھا۔ یہ قصہ سنا کر ساقی کہنے لگا، ''پیارے! یہ ہوتی ہے غصے کی حکمتِ عملی!''

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

وہ شاید چاہتا ہوگا کہ انسان کو اپنے غصے اور اپنے پیار کی حکمت عملی خوب سوچ سمجھ کر تیار کرنی چاہیے کہ کہیں یہ قیمتی اثاثہ دشت میں کھلی ہوئی چاندنی کی طرح ضائع نہ ہوجائیں۔ (میں نے غصے کی حکمتِ عملی کے قصے سنا دیے۔ اس کے پیار کی حکمتِ عملی کا ایک بھی واقعہ نہیں سنا سکتا۔ میں محتاط روایتوں کا آدمی ہوں۔ خود ساقی چاہے تو مجلّے ''راوی'' بریڈفرڈ والے مضمون کی طرح پاکستان، ہندوستان میں بھی اول فول چھپوا سکتا ہے، اس کی مرضی۔)

خیر تو ساقی نے کہا۔ ''پیارے! یہ ہوتی ہے غصے کی حکمتِ عملی!'' مگر ٹھہریے یہ باتیں ساقی کے ''اقوالِ زریں'' کے شعبے میں آئیں گی..... جب بھی وہ شعبہ کھلے۔ میں تو اس وقت اس شخص کی کھری اور کھوٹی، اوندھی اور کج، خبیثانہ اور آدمیوں جیسی، گہری اور الجھی باتیں یاد کرنا چاہتا ہوں۔ میں کیوں اس کے لیے اقوالِ زریں ڈرافٹ کروں؟ اقوال زریں تیار کرنے کا کام خود ساقی کا ہے اور اس کے پاس ابھی بہت وقت ہے۔ وقت ہی وقت پڑا ہے، اپنی کلیات چھپوا کر بیٹھا ہے وہ۔ اب تو شعر بھی نہیں کہہ رہا۔ تو بس اب دن بھر بیٹھا اقوال زریں گڑھتا ہے سسرا۔

نوٹ: قارئین اور خود صاحبِ موصوف جان گئے ہوں گے کہ یہ ایک صدیقی، فاروقی، نسبتوں والے عربی الاصل کے لیے مہمیز کے کلمات ہوسکتے ہیں تاکہ وہ اٹھ کھڑا ہو اور لکھتا رہے..... عزیز حامد مدنی کی طرح، سلیم احمد اور اطہر نفیس کی طرح لکھتا رہے۔ اپنی آخری سہ پہر تک۔

سید سلیم احمد کا من موہنا نام پھر درمیان میں آ گیا ہے اور اطہر نفیس کا بھی۔ جہانگیر روڈ کے شب و روز یاد آتے ہیں مگر وہ بیان کیے جانے کے لیے الگ الگ پوری داستان ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ساقی پہلی بار ہمیں سلیم بھائی کے گھر جہانگیر روڈ لے گیا تو اس نے اس واقعے کو تقریب کی طرح ٹریٹ کیا۔ کہنے لگا ''آج میں تجھے کسوٹی پر گھس کر دیکھوں گا کہ تو زر خالص ہے یا پیتل ویتل ہے۔ آج تجھے سلیم خاں کے سامنے نظمیں پڑھنا ہوں گی۔'' پھر کہنے لگا ''سید سلیم احمد کو اعزازی خان مقرر کیا گیا ہے۔ وہ 'ایک' جلالی سید اور مخدوم زادے ہیں تو انھیں اپنے جیسا ''چ'' نہ سمجھ لینا۔ اور خبردار! عمر کے کسی حصے میں سلیم احمد کو تو سلیم خاں نہ کہنا۔ ہاں بیٹا، حذر بکنید! سلیم خاں پکارنے کا یہ استحقاق گنتی کے لوگوں کو حاصل ہے، اس لیے اے پسر! تا عمر اپنی زبان کو لگام دیتا رہیو۔''

اور ساقی نے اطہر نفیس سے ملوایا۔ مجھے ہدایت کی کہ اس شخص کے ساتھ تو وفا کرنا اس لیے کہ یہ اول درجے کا وفا سرشت ہے۔ کہنے لگا کہ تم دونوں کو اس لیے بھی ملا رہا ہوں کہ سوریہ ونشی راجپوتوں اور اچک زئی پٹھانوں میں ایک چیز مشترک ہے یعنی وہی وفا وغیرہ تو بیٹے میرے نام کو بٹہ نہ لگانا ورنہ یہ سوریہ ونشی مزاج کے کڑے بھی بہت ہوتے ہیں۔ تو نے کوئی حرم زدگی کی اور ادھر راجپوتانی ''جہالت'' نے غلبہ کیا تو کنور اطہر علی خاں پیٹ پھاڑ کے تیرا ''جوہر'' کر دے گا اور پھر تا عمر کفِ افسوس مل مل کر گریہ کرے گا۔

تو ساقی فاروقی نے ان دونوں سے ملوایا اور پلک جھپکتے میں یہ صحبت تمام ہوئی۔ خبر نہیں اس ملاقات کو دو تین دہائیاں گزری ہوں گی یا دو تین ساعتیں کہ وہ سید صاحب اور وہ کنور صاحب ملکِ بقا کو روانہ ہوئے۔ بس دو ہالے روشنی اور خوشبو کے یہیں کہیں آس پاس موجود ہیں۔

ساقی کے انگلستان ہجرت کر جانے کو دل سے نہ سلیم احمد نے پسند کیا تھا نہ اطہر نفیس نے۔ مگر دونوں کا خیال تھا کہ اگر یہ نہ جا سکا تو اس کے ہاں اس درجے کا فرسٹریشن پیدا ہوگا کہ پھر یہ سنبھالے نہیں سنبھلے گا۔ اس کا شاعر واعر سب ختم ہو جائے گا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

قاضی محفوظ نے جو پاسپورٹ آفس میں نوکر تھا، اس کا پاسپورٹ بنوایا۔ بھائی ارشاد نبی نے جو ساقی سے چند ہی برس چھوٹا تھا اور اس سے پہلے لندن جا بسا تھا، ساقی کے لیے مستند کنجڑے اور قصاب کا اجازت نامۂ سفر و رہائش بھیج دیا۔ اب ایک ہی مسئلہ رہ گیا تھا اور وہ تھا ایئر ٹکٹ کے پیسوں کی فراہمی۔

(مرحوم) ڈاکٹر التفات نبی نے اپنی بیگم کے اور اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے (ان کے تین بیٹے دو بیٹیاں ہیں) بہت سے خواب دیکھے ہوں گے۔ ہر آدمی دیکھتا ہے۔ ایک خواب یہ بھی تھا کہ اپنے ذاتی مکان میں رہا جائے۔ نارتھ ناظم آباد میں اچھے خاصے قطعۂ زمین پر ایک مکان ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے تعاون سے بن بھی رہا تھا، وہ بن گیا۔ سب جا بسے اس گھر میں کہ ناگاہ ساقی نے فیصلہ سنا دیا ''میں لندن جا رہا ہوں، پڑھوں گا۔''

گھر میں کیا ہوتا رہا اور کیا ہوا، یہ ایک آبرومند گھرانے کا انتہائی ذاتی مالیاتی معاملہ ہے۔ دوستوں کو بھی کیوں معلوم ہو۔ ہاں ایک روز ساقی بہت پژمردہ سا آ کر بیٹھ گیا، ہم نے پوچھا تو کہنے لگا ''میں نے آج زندگی میں پہلی بار ابا کی توہین کی ہے، میں اس وقت اپنی ذلت خواری کے جہنم میں جل رہا ہوں، لعنت ہے مجھ پر۔''

تفصیل ہم لوگ کیا پوچھتے، اس نے خود ہی اپنا بوجھ ہلکا کر دیا۔ کہنے لگا ''ایئر ٹکٹ کے پیسوں کی فراہمی کے بارے میں ہر طرف سے ابا پر دباؤ ڈلوا رہا تھا آج سویرے انھوں نے جھنجھلا کر کہا ''ساقی!'' (وہ اسے ساقی کہتے تھے، اس کے شاعر ہونے پر فخر کرتے تھے) کہنے لگے ''ساقی! پیسوں کی فوری فراہمی کی دو صورتیں ہیں یا تو میں پانچ ہفتے کا بسا ہوا یہ گھر بیچ دوں یا جو کام کبھی نہیں کیا وہ کروں.....رشوت لینے لگوں!''

ساقی نے بڑی اداسی سے بتایا کہنے لگا ''یار میں نے بہت لائٹلی ہاتھ لہرا کے کہہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

دیا کہ رشوت لے لیجیے، سبھی لے رہے ہیں۔ پتا ہے کیا ہوا؟ میری یہ بے ہودہ بات سن کر ابا حیرت سے میری صورت دیکھتے رہ گئے پھر خاموشی سے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ لعنت ہو یار! میں ایک شریف آدمی کی عمر بھر کی ریاضت کو گالی دے کر آرہا ہوں۔''

خبر نہیں کہاں سے، کس طرح انتظام کیا گیا۔ ہم نے آج تک نہیں پوچھا۔ تاہم ٹکٹ کا بندوبست ہوا۔ ہونا ہی تھا اور ایک دن بھینس کے چمڑے کا نیا سوٹ کیس اٹھائے شمشاد نبی ساقی فاروقی ایئرپورٹ پہنچ گیا۔

ہوائی کمپنی کے کاؤنٹر پر ایک سفید فام خاتون بیٹھی تھی۔ ورنا کیولر میں اپنی طاقت لسانی کے جوہر دکھانے والا ساقی کاؤنٹر تک پہنچتے پہنچتے کھانسنے لگا۔ بہ مشکل منھ سے رومال ہٹا کر بولا، ''اس سے معلوم کرو کہ جہاز کی روانگی کا وقت بدلا تو نہیں؟''

ہم نے خباثت سے کہا ''تو خود پوچھ بیٹا!'' پہلی بار اس کی گدی ہمارے ہاتھ میں آئی تھی۔

وہ آنکھیں نکال کر بولا ''بدتمیزی مت کرو۔ دیکھ نہیں رہے سالے، مجھے کھانسی آگئی ہے۔''

''ہاہاہا'' ہم نے کمینگی کا قہقہہ لگایا۔ ''لوگو! یہ سالا پینڈو انگریزوں کے شہر لندن جارہا ہے!''

''مگر اس واقعے کے ۲۸ ربرس بعد جولائی ۹۱ء میں بریڈفورڈ میں برطانوی آرٹس کاؤنسل کا لٹریچر ڈائرکٹر، ڈاکٹر السٹیئر نی وین میرا افسانوں کا مجموعہ بریف کیس میں رکھتے ہوئے خوش ہوکر مجھے بتا رہا تھا کہ لندن میں اس کا ایک دوست ہے ''سے کی فے روکی''۔ تو یہ مجموعہ وہ ''سے کی'' کے حوالے کردے گا اور کئی گھنٹے پر محیط تعارفی سیشن میں ساقی فاروقی ڈاکٹر نی وین (Niven) کو سامنے بٹھا کر اس مجموعے کے محاسن پر روشنی ڈالے گا۔ وہ کہنے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

لگا ''ایک صاحب نظر آدمی کی مدد سے میں آپ کی کہانیوں سے متعارف ہوں گا مسٹر خان۔ ساقی فاروقی کو تو آپ جانتے ہوں گے مسٹر خان؟''

میں نے کہا ''جی کم وبیش!'' اور مجھے کھانسی آ گئی۔

اس سالے کی گدی اس وقت بھی آزاد تھی اور اٹھائیس برس پہلے بھی میرے ہاتھ نہیں آئی تھی۔

لندن میں اڑتی اڑتی یہ خبر سنی کہ ساقی کو اس کی انگریزی شاعری پر یا شاید اردو یا دونوں زبانوں کی شاعری پر نقد انعام دیا جانا ہے۔ شاید چار ہزار یا چالیس ہزار پاؤنڈ اسٹرلنگ۔ یہ بات ایک ایسے آدمی نے سنائی جو ساقی سے خوش نہیں تھا۔ اس نے دبی زبان سے اور شماتتِ ہمسایہ کے سے انداز میں مجھے بتایا کہ ناپسندیدہ مصنف سلمان رشدی نے بھی ساقی کی لکھی بعض انگریزی نظموں کی تعریف کی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے گستاپو کے اسٹائل میں آنکھیں چلائی تھیں۔

میں نے پوچھا تھا ''کون رشیدی (Rasheedee)؟''

''شماتتی'' ہمسائے نے حیران ہو کر سوال کیا تھا، ''تم اخبار نہیں پڑھتے؟''

''نہیں۔''

مگر یہ ساقی کے اصلی سفر لندن سے اٹھائیس برس آگے کی باتیں ہیں۔

ساقی فاروقی اس عرصے میں کراچی آتا رہا اور ہم سب کو ہاتھ پیر مارتے، اپنے لیے جگہ بناتے دیکھ دیکھ کر واپس جاتا رہا۔ مجال ہے جو اس نے کبھی بتایا ہو کہ وہ وہاں کیا کر رہا ہے؟ کس طرح زندہ ہے؟ بس اتنی خبر دی کہ کمپیوٹر سے متعلق کچھ کر رہا ہے۔

جب اس نے وہاں کچھ ٹھیک ٹھاک کر لیا تو ایک بار آ کر بتایا گیا کہ میں نے بیس ہزار روپے کا واٹر بیڈ خریدا ہے یعنی پانی سے بھرا ہوا بستر۔ کہنے لگا پانی کی وجہ سے لہریں لیتا

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ہے وہ۔ہم نے کہا،''ڈوب مرو خبیث!''

سلیم احمد نے کہا''خوب!'' لہجے میں خفگی تھی۔

اطہر نفیس بولے''دوست کی طرف سے جو خبر بھی آئے، خوب ہے۔''اور بات واقعی خوش ہو کر کہی گئی تھی۔

آصف جمال سن کر ہنسنے لگا۔

جمال پانی پتی نے کہا''ساقی گھاس کھا گیا ہے۔''

چنانچہ ساقی نے پچاس پاؤنڈ منافع سے اپنا واٹر بیڈ ایک یہودی کو فروخت کر دیا اور یہاں اطلاع بھیج دی۔ہم نے کہا''جیتا رہ میرے یار!''ہمیں پچاس پاؤنڈ کا منافع اچھا لگا۔

سلیم احمد بولے''واہ! خوب!'' آواز میں ساقی کے لیے لاڈ جھلک رہا تھا۔

اطہر نفیس نے کہا''بھئی یہ بھی اچھی رہی۔''اور انھوں نے قہقہہ لگایا۔

جمال پانی پتی بولے''جب تک اس سے نہ پوچھ لوں کہ خریدا کیوں تھا اور بیچ کیوں دیا؟ اس وقت تک کچھ کہہ نہیں سکتا۔''

تو پھر ساقی نے پہلے ایک نظم لکھی:''ویرونیکا روتی کیوں ہو، بات کرو دل ڈوب رہا ہے''پھر خبر آئی، اس نے وہاں شادی کر لی ہے۔لڑکی کا نام ویرونیکا نہیں تھا، گنڈی تھا۔ ساقی نے ایک پب میں بیٹھ کر گنڈی کو بارہا سڑک سے گزرتے دیکھا تھا اور موقع پا کر اسے ویرونیکا والی نظم ترجمہ کر کے سنائی تھی، پھر شادی کر لی تھی۔

یہاں میں نے شادی کر لی۔ساقی آیا، اس نے فرزانہ کو سن تریسٹھ میں دیکھا تھا۔ اس وقت تک وہ میری بیوی نہ ہوئی تھیں۔ ہماری شادی کے بعد اس نے گھر آ کر مجھے دھمکیاں دیں کہ تو نے فرزانہ کا خیال نہ رکھا تو میں تجھے فی النار کر دوں گا۔فرزانہ سے کہے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

لگا ''تمھارا شوہر بس ٹھیک ٹھاک شاعر ہے تاہم اس کی قدر کرو اور بی بی! اپنے رب کی نعمتوں کا اثبات کرتی رہو۔'' انھوں نے کہا، بہتر ہے۔ پھر جاتے جاتے مجھے ہدایت کر گیا ''تیری اہلیہ مومن ہے اور ہاتھ ہے اللہ کا ''مومن بندی کا ہاتھ''۔ اس لیے تجھ پر لازم ہے کہ اپنی بیوی سے گاہے گاہے ہاتھ ملایا کر۔ اسی میں تیری نجات ہے۔''

مگر یہاں زندگی اس کے فقروں کی طرح ہلکی پھلکی، چٹک مٹک نہیں گزر رہی تھی، خاص طور پر اس کے اپنوں کے لیے۔

گھر والے نارتھ ناظم آباد کے مکان سے اٹھ کر دست گیر سوسائٹی میں کسی کرایے کے مکان میں آ بسے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی صحت پہلے سے نہیں رہی تھی۔ چھوٹے بھائی کو جو پاکستان میں تھا، اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے الجھنوں کا سامنا تھا۔ امی اداس رہنے لگی تھیں۔ اس وقت تک دونوں بیٹوں میں کوئی بھی گھر نہیں آیا تھا اور کہیں پتھر کی کسی سل پر یہ لکھ دیا گیا تھا باپ ان بیٹوں کو دوبارہ نہیں دیکھے گا۔

مگر پھر اللہ نے خوشیاں بھی دیں، ساقی کی بہنوں کے گھر آباد ہوئے۔ اس نے لندن سے دونوں بہنوئیوں کو ٹیلی فون پر مبارک باد دی اور قہقہے لگائے اور دوسرے بھائی ارشاد نبی نے بھی ٹیلی فون کیا۔

اطہر نفیس کی سربراہی میں دوستوں کا ایک جیش ڈاکٹر صاحب کو اور امّی کو مبارک باد دینے پہنچا۔ تقریبوں والے دن ہم سب نے مہمانوں کو پان الائچی کی تھالیاں پیش کیں، ان کی طرف تولیے بڑھائے، پلیٹوں میں کھانے نکالے اور میزوں کے درمیان مصروفیت سے ٹہلتے رہے۔

ساقی نے یہ سب کرنے کے لیے لندن سے ہدایات جاری کی تھیں اور دھمکیاں بھی دی تھیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ڈاکٹر التفات نبی صاحب نے ہمیں یہ سب کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے بیٹے کی طرح قہقہہ مار کر بولے ’’بھئی ان تقریبوں میں ساقی کی شرکت بھی ایک اعتبار سے ہو ہی گئی۔ ہیں نا؟ ہاہاہا۔‘‘

خدا مغفرت کرے۔ کمال کے بزرگ تھے۔ ان کے بچے خوب جانتے ہیں کہ اپنی اولاد سے کیسی وفا کی ہے، ڈاکٹر صاحب نے اور کیا قیمت چکائی ہے؟ کیوں نہ کرتے؟ صدیقی جو تھے۔ استواری اور وفاداری کی روایت ان کے بڑوں سے چلی آ رہی ہے۔

اور یہاں میں چاہوں گا کہ میرا قاری کچھ دیر کے لیے ٹھہر جائے۔

❖

خود اس کی شاعری سے زیادہ میری ان سطروں میں ساقی فاروقی ایک پرخواہش، امنگ بھرا، ہوش مند، ایمی شش آدمی نظر آتا ہے۔ بے شک وہ ایسا ہی ہے مگر وہ ایک بہت حساس اور دردمند انسان بھی ہے۔

وہ محبت کے اظہار میں تھیٹریکل ہے۔ دور سے لگتا ہے کہ مکر کر رہا ہے یا گمان ہوتا ہے کہ شاید اس وقت پبلک ریلیشنگ چل رہی ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں، ہم میں سے بہت سے کہ ایسا نہیں ہے۔ ۹۱ء میں آخری اور شاید پہلی بار ہم دو بوڑھے آدمیوں نے اس کے سنی گارڈنز والے مکان میں اپنی تقریباً چہل سالہ دوستی کے بیس تنہا اور خوب صورت منٹ گزارے۔ اوپر گنڈی جانے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ یہ شخص میرے کمرے میں بھالوؤں کے پہننے کا اپنا ٹرٹل نیک سوئٹر اٹھائے ہوئے آیا۔ بولا، ’’اسے پہن لے اور کچن گارڈن میں جا کے بیٹھ جا۔ میں تیرے لیے چائے بنا کے لا رہا ہوں۔‘‘ اس نے ضد کر کے وہ ٹرٹل نیک مجھے پہنایا۔ دھمو کے مار مار کے اس کو کندھوں پر سیٹ کیا۔ میں آخر جولائی کے تیکھے موسم میں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سیب کے درختوں تلے کرسی بچھا کر بیٹھ گیا۔ یہ چائے لایا تو سہگل کے انداز میں گا رہا تھا ''بھور سہانی چنچل بالک۔''

چائے پیتے ہوئے اس نے پوچھا ''یار یہ بتا میری شاعری کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں؟''

میں نے کہا ''تیرے میرے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ بھائی یہ تو مکافاتِ عمل ہے اگر کچھ کیا ہوگا تو نے تو تیرے دیدوں گھٹنوں کے آگے آئے گا۔''

ہنسنے لگا۔ بولا ''بدتمیزی مت کر۔ ویسے مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شاعر تو میں بڑا ہوں۔ لاریب!''

فقرے بازی سے قطعِ نظر اگر سنجیدگی سے پوچھا گیا تو میں بلاخوفِ تردید کہہ دوں گا کہ اس شخص نے لکھے ہوئے تازہ کار لفظ کے سوا کسی سے وفا نہیں کی۔ شاعری کے حوالے کے سوا اپنے لیے کسی اور حوالے کو دستارِ فضیلت نہیں جانا۔ اردو نظم کی ڈرافٹنگ کرتے ہوئے اس نے نے ہر پامال روش کو چھوڑا، ایک نئی راہ نکالنے کی سعی کرتا رہا۔ از کار رفتہ اور عامیانہ لفظوں (کلیشے) سے اس نے اس طرح گریز کیا جیسے مومن لحمِ خنزیر سے گریز کرتا ہے۔ اپنے لیے اس نے بس ایک مسند چاہی..... جائنٹ سیکریٹری، صدر، مہمان خصوصی، کمپیوٹر منیجر، شوہر، دو کاروں کا مالک یا خان بہادر کا پوتا، ان سب افتخاروں سے گزر کر ساری زندگی وہ اس ایک مسند کا ہوس مسند رہا جو شاعر کی مسند ہے۔

اور اس نے تو حد ہی کر دی۔ ظالم نے اپنے دل کی امنگ میں بنارس کے آسمان شکوہ جولاہے کبیر کی چٹائی پر ان کے برابر بیٹھنا چاہا..... ایسا یزداں شکار حوصلہ لے کر آیا ہے یہ حلال زادہ!

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اپنے کسی انٹرویو میں اس نے کہا کہ وہ مرنے کے پانچ برس بعد تک زندہ رہے گا!
بکواس کرتا ہے!
ساقی فاروقی مرنے کے پچاس برس بعد تک (ہوپ فلی) پڑھا جائے گا۔ اور یہ مدت اس کم سواد زمانے میں کسی بھی اردو شاعر کے لیے انفینٹی ہے۔

■❖■

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

زہراب اُگاتا ہے مجھے

(ساقی فاروقی کی نظمیں)

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

پروفیسر قاضی جمال حسین

ساقی کی دس پندرہ نظمیں پڑھنے کے بعد ہی یہ تاثر قائم ہونے لگتا ہے کہ ان کا شعری تجربہ، سروکار اور مطالعہ دوسرے نظم گو شعرا سے بہت مختلف ہے۔ ساقی نے اپنی نظموں میں جو Excitment خلق کیا ہے وہ دوسری زبانوں کے شعری اسلوب اور زندگی کے نئے تجربوں سے آگہی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اکثر نظموں کا Climex تو شدت پسندی کی ایسی سطح پر واقع ہوا ہے کہ قاری کا جذباتی نظام تہہ و بالا ہو جاتا ہے اور اس کے باطن میں تلاطم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ان نظموں کے مطالعے کے دوران، دوسرا تاثر یہ قائم ہوتا ہے کہ شاعر نے اظہار کے روایتی اسلوب سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ یہ کوشش سبھی بڑے شاعر کرتے ہیں

کہ اسی کوشش میں کامیابی پر اس کی انفرادیت اور شناخت کا انحصار ہے۔ ساقی کا اختصاص یہ ہے کہ انھوں نے الفاظ اور تراکیب کے علاوہ خیال اور احساس کی دل فریبیوں سے بھی بچنے کی شعوری کوشش کی ہے۔ دلکشی کے آزمودہ طریقوں سے کام لینے کے بجائے انھوں نے اپنے باطنی آہنگ کو دریافت کیا۔ کلیشے (Cliche) کے خلاف جنگ ان کی نظموں میں ہر سطح پر دیکھی جاسکتی ہے۔ وہ ایسے ہر خیال اور ہر لفظ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے انسلاکات طے شدہ ہوں اور ردِّعمل متعین ہو۔ اپنی نثری تحریروں میں بھی انھوں نے کلیشے کے خلاف جنگ کو بہت نمایاں طور پر بیان کیا ہے۔ آصف فرخی کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں ساقی نے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ

> ''میری شخصیت جدا ہے، شخصیت کا رنگ جدا ہے، اس لیے مجھے کلیشے سے الگ ہو کر لکھنا ہے۔ مگر کلیشے مجھے اپنی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ انھیں الفاظ میں کہہ دو، سب سے آسان ہے۔ میں اس آسانی سے بچنا چاہتا ہوں۔ میری محبوبہ کی طرح میرے الفاظ بھی جدا ہیں۔ میری محبوبہ جدا ہے تو میرے الفاظ بھی لامحالہ جدا ہوں گے۔ تو یہ ہے دوسری کشمکش، ہر کلیشے سے جان چھڑانے کی کوشش کرنا اور اپنا لکھنا۔''

(جواز، مالیگاؤں، نمبر ۳۰۔ بابت جون تا مئی ۱۹۹۱ء)

تیسری بات جو ساقی کی نظموں میں نمایاں ہے وہ خوف اور دہشت کی فضا میں کراہت، نفرت اور قساوت کے منفی جذبات کا فنکارانہ اظہار ہے۔ انسانی فطرت کے منفی پہلوؤں کے تئیں روایتی رویئے کا مظاہرہ کرنے کے بجائے ساقی نے ان جذبات کو یکسر نئے تناظر میں پیش کیا ہے۔ انسان کی تخریبی قوتوں کا یہ نیا منظر نامہ، جملہ بشری صفات کے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ساتھ آدمی کو من حیث الکل تسلیم کرنے کا انوکھا انداز ہے۔ قاری کے جذباتی نظام کو درہم برہم کرنے اور نئے زاویوں سے فطرت کے مظاہر کو دیکھنے کا جو ملکہ ساقی کو حاصل ہے، ان کے معاصرین کے یہاں نظر نہیں آتا۔ ''زندہ پانی سچا'' میں ایک مختصر نظم کلیات کے دیباچے کے طور پر موجود ہے جس سے ساقی کے شعری رویّے کا حاوی رجحان نمایاں ہوتا ہے۔ اس نظم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شعرا کے اژدھام میں ساقی نے اپنے لیے کیوں کر گنجائش پیدا کی ہے اور آوازوں کے ہجوم میں اس نئی آواز کا جواز کیا ہے؟ کلیات کا دیباچہ ملاحظہ ہو:

سب سچے ہیں / نگر نگر سب سچے ہیں
ان بچوں میں / اب بھی ایک جگہ خالی ہے
اک جھوٹے کی / جس کی شیطانی آنکھوں میں /
صرف تمسخر ہو اور نفرت کے شعلے ہوں
جو سقراطوں اور مسیحاؤں کے مُنہ پر /
تھوک سکے اور اک موٹی سی گالی دے

شاعری کی وہ قدریں جنھیں روایت اور ادبی معاشرے کا پروانہ حاصل ہے تسلیم شدہ سچائیاں ہیں۔ محبت اور دلآسائی کی جگہ تمسخر اور نفرت کے جذبات کو فن بنا کر پیش کرنا ایک ایسا جھوٹ ہے جو بسا اوقات سچائی سے زیادہ دل آویز معلوم ہوتا ہے۔ ساقی کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے نیم باز، نرگسی، خوابناک اور شعلہ بار آنکھوں کے علاوہ شیطانی آنکھوں کی چمک سے بھی قاری کو روشناس کرایا، جس کی کارگزاریاں ایک نیا علم ایجاد کرتی ہیں اور جس کی تیز روشنی قاری کے حواس کو مختل کر دیتی ہے۔ ساقی نے اپنی نظموں میں عقل اور وجدان کی ہر Authority کو تہہ و بالا کر دیا ہے۔ بڑے سے بڑا سقراط اور مسیحا نفس یہاں خجل اور شرمسار ہے۔ یہ منظر اپنے آپ میں، آنکھوں کو پتھرا دینے والا تجربہ ہے۔ ساقی کی

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

نظموں میں اس نوع کے تجربات کی کثرت، شعری جمالیات کا اک نیا Pattern بناتی ہے۔اس جمالیات کی ترتیب میں ساقی نے خوف، نفرت، کراہت اور سفاکی کے جذبات سے بیش از بیش کام لیا ہے۔ سیاق وسباق کی تبدیلی اور رویّے (Treatment) کی ندرت سے ان کی نظموں میں مظاہر کے حسن کا ایک ان دیکھا پہلو روشن ہو جاتا ہے۔فن کا حُسن اور صورتِ حال کی دہشت عجیب منظر خلق کر دیتی ہے۔فقط دو تین مثالیں ملاحظہ ہوں:

(ا) نظم میں منظر یہ ہے کہ دو برہنہ بدن وصال کی لذت میں شرابور ایک دوسرے میں الجھے ہوئے راج ہنس کے پروں پر سوار، کھلے آسمان میں سیر کر رہے ہیں۔نشاط اور سرشاری کا ایک عالم ہے کہ:

اچانک چھنا کا ہوا
راج ہنسوں کے پنکھ اس طرح پھڑ پھڑائے کہ جیسے
وہ سورج کی پہلی شعاعوں سے ٹکرا گئے ہوں
یہ دستک/یہ سسکی کی آواز
یہ جیتے جیتے لہو کی مہک.....مری ادھ کھلی زرد آنکھوں نے
وہ کھیل دیکھا کہ دیکھا نہ تھا
ایک بالشتیا/چور پنجوں پہ چلتا ہوا/مرے پاس آیا
مجھے دیکھتے ہی ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا؟/یہ تو کوئی
ایک پہنچے سے کاٹا ہوا ہاتھ ہے
نرم تازہ ابلتے ہوئے خون سے گرم
چکوے کے ننگے چُھرے سے اُتارا ہوا ہاتھ ہے
مجھے سخت وحشت ہوئی/میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مجھے بخش دو جو تمہارے شبستاں میں داخل ہوا ہوں
مگر اس طرح سے نہ دیکھو/ تمھارا میں بچھڑا ہوا ہاتھ ہوں
(اور تمھیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا ہوں)
.....یہ کیا ماجرا ہے؟
یہ کب سے غلط ہاتھ پہنے ہوئے پھر رہے ہو
یہ عیار ہے، جسم پر افترا ہے/ اسے کاٹ کر پھینک دو
مجھے میری ساعد میں واپس بلا لو
دوبارہ بدن میں لگا لو (رات کے راج ہنس اور ہاتھ)

نظم کے ڈرامائی منظر اور وحشت اور کراہت کی اس تصویر میں قاری دم بخود ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ نظم کے ابتدائی حصے میں نسوانی جسم کا دل آویز سحر انگیز بیان ہے جس سے دوسرے حصے کی پُر اسراریت اور دہشت مزید بڑھ جاتی ہے۔

(۲) دوسرا منظر ''الکبڑے'' سے ماخوذ ہے۔ اس نظم میں ایک مفلوک الحال فقیر رام چرن کی داستانِ حیات نہایت اختصار اور ارتکاز سے بیان کی گئی ہے۔

رام چرن الکبڑے کے ساتھ ہی اس کے باپ کی شخصیت کا جاہ و جلال باوجود فقر و فاقے کے لطیف جزیات کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ باپ کی دور اندیشی اور عاقبت بینی کا منظر توجہ طلب ہے کہ اپنی تین برس کی اولاد، رام چرن کے ساتھ اس کا مستقبل سنوارنے کے لیے وہ کیا سلوک کرتا ہے۔ باپ کی تصویر ملاحظہ ہو کہ پیش آنے والے عمل کا جواز فراہم ہو سکے:

ان کے باپ پُرانے گھاگھ/ بڑے جلالی بھک منگے تھے
سارے کاسہ لیسوں پر/ کچھ ایسی دھاک.....

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

وہ ان کی آوازیں سنیں تو رستہ چھوڑ دیں
اور گلے میں ایسی تان..... / جو پنکج کے کھرج بھلا دے

اب باپ کی عاقبت بینی اور اولاد کے مستقبل کی فکر کا دیدنی منظر ملاحظہ ہو:

باپ کی مستقبل اندیشی نے / لنج مُنج سی / چیز کے دونوں ہاتھ
چٹ چٹ توڑ کے / ایک کہنی اور بنا دی تھی
چار دانگ میں شہرت پھیل گئی
پردہ..... / پردہ..... / چار کہنیوں والے / رام چرن الکبڑے آتے ہیں
(الکبڑے)

(۳) آخری اقتباس ساقی کی معرکہ آرا نظم ''شاہ صاحب اینڈ سنز'' سے لیا گیا ہے۔ اس نظم کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے، افتخار عارف سے ایک گفتگو میں ساقی نے کہا ہے کہ:

''امریکہ جاتے ہوئے جب شمس الرحمٰن فاروقی مجھ سے ملنے آئے تو میں نے انھیں اپنی تازہ نظم یہ کہہ کر سنائی کہ یہ اس معاشرے کے خلاف ہے جو اپنے بیماروں اور اپاہجوں کو عضوِ معطل کی طرح کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ نظم انھیں پسند آئی مگر کہنے لگے کہ یہ ترسیل اور تنہائی پر بھی ہے، رفاقت کی تلاش پر بھی۔''

نظم کس چیز کے بارے میں ہے یہ طے کرنا قاری کا اپنا منصب اور وظیفہ ہے کہ تخلیق سے قاری کا مکالمہ کسی نقاد یا تخلیق کار کی رہنمائی کا پابند نہیں ہوتا۔ نظم کے انسلاکات اور اس کے استعارے مختلف ذہنوں پر مختلف سطحوں پر کھلتے ہیں۔ مفلسی میں جو غذائیں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

انھیں میسّر ہیں ان میں نمو کاری کی صفت نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ موتیا بند کے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور بینائی جاتی رہتی ہے۔ بھری پوری کائنات سے ان کا رشتہ منقطع ہوجاتا ہے اور تنہائی کے جان لیوا عذاب میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔ اب ان کی اندھی منتقم آنکھوں نے بیٹوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ شاہ صاحب کی سفاکی اور سلوک کی ہولناکی دیدنی ہے۔

ایک دن آنکھوں میں صحرا جل اٹھا
وہ خیال آیا کہ چہرہ جل اٹھا
اپنے بیٹوں کو کلیجے سے لگایا
جی بھرا تھا ابر کے مانند روئے
رو چکے تو ایک مہلک آتشیں تیزاب کے
شعلۂ سفاک سے
ان کی فاقہ سنج آنکھوں کو جلایا اور سجدے میں گرے
جیسے گہری نیند میں ہوں / جیسے اک سکتے میں ہوں
مدّتوں سے ان بیاباں راستوں پر
چار اندھے دوستوں کا ایک کورس گونجتا ہے
اے سخی شہرِ سخاوت میں گزر اوقات کر
اے نظر والے نظر خیرات کر

زندگی اور معاشرے سے انتقام کا یہ پیرایہ اور باپ کے جذباتی تسکین کی یہ تدبیر، قاری کی روح کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ پورا جذباتی نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ اولاد کی محبت اور زندگی سے انتقام کا جذبہ جس طرح ایک دوسرے سے الجھے ہوئے ہیں، یہ منظر نظم کو شاہکار میں تبدیل کردیتا ہے۔ شاہ صاحب بیٹوں کو کلیجے سے بھی لگاتے ہیں، ابر کی مانند

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

خوب دل کھول کر روتے بھی ہیں اور پھر ان کی آنکھوں کو آتشیں تیزاب سے جلا دینے کے بعد خود ہی سکتے میں آجاتے ہیں۔ لیکن اپنے کیے پر کسی ندامت کے بجائے وہ مطمئن ہیں کہ ان کا جذبۂ انتقام آسودہ ہوجاتا ہے اور ان پر گہری نیند کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ شاہ صاحب کی سفّاکی، ان کا جذبۂ انتقام، منظر کی ہولناکی اور اولاد کی محبت، یہ تمام کیفیات چند مصرعوں میں سمٹ آتی ہیں۔ قاری اس منظر سے سراسیمہ ہوکر سکتے میں آجاتا ہے۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ شاہ صاحب کے تئیں قاری کا ردِّعمل تقریباً غیر یقینی ہوتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ شاہ صاحب کی مجبوری پر ترس کھائے، ان کے ساتھ زندگی کے سنگین مذاق پر آنسو بہائے، سنگ دل معاشرے کو مطعون کرے یا اولاد کے ساتھ اس بہیمانہ سلوک کے سبب شاہ صاحب سے نفرت کرے۔

نفرت، کراہت اور غصے کے ملے جلے جذبات کی تحریک کے لیے ساقی نے اپنی بہت سی نظموں میں یہی تدبیر (Device) اختیار کی ہے۔ باکرہ، ایک سوّر سے، مردہ خانہ، سحرزدہ شہر، محل سرا اور مستانہ ہیجڑا ایسی نظمیں ہیں جن میں منفی جذبات کے حوالے سے انسانی المیے اور عہد کے پیچیدہ مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ ان جذبات کو مرکز میں رکھ کر، ساقی ایسی ہنرمندی سے نظم تعمیر کرتے ہیں کہ انسانی المیے کے بے شمار ذیلی پہلو ایک مقناطیسی کشش سے، مرکز کے گرد جمع ہونے لگتے ہیں۔ جذبات کی تطہیر (Catharsis) کا ایسا فنکارانہ شعور دوسرے شعرا کے یہاں بہت کم نظر آتا ہے۔

ساقی کی شعری ترجیحات کا کسی قدر اندازہ ان وسائل اور تدابیر سے بھی ہوجاتا ہے جن سے انھوں نے نظم کی تعمیر میں بیش از بیش کام لیا ہے۔ انھوں نے جو تشبیہی پیکر بنائے ہیں اور جو استعارے وضع کیے ہیں ان سے بھی ساقی کے باطنی آہنگ کا سراغ ملتا ہے۔ اظہار کے ان وسائل میں تشدد پسندی اور خوف کی عمومی فضا نظم کے مرکزی حوالے کو روشن

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کر دیتی ہے۔ بیان کے لیے وہ ایسی لفظیات سے کام لیتے ہیں جو شعری تجربے کے درجۂ حرارت کی متحمل ہو سکے۔ ساقی کی رگوں میں جو ہلچل اور لہو میں جو ہنگامۂ محشر ہے اسے فرو کرنے کے لیے انھوں نے مختلف رنگوں کے زہر سے بھی مدد لی ہے۔ سیاق وسباق سے نکال کر بھی اگر نظموں کے بعض مصرعے پڑھے جائیں تو نغموں میں ترتیب پانے والا یہ منظر مع پیش منظر نمایاں ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی زہر کی مختلف قسموں سے ساقی کے شغف کا اسرار بھی کھلتا ہے۔ یہ مصرعے دیکھیے:

۱۔ رگوں میں ناچ رہا ہے اک آتشیں زہراب/
....تری طلب کے جہنم میں جل رہا ہے بدن (دیوار)

۲۔ ایک انوکھی آگ رگوں میں بہتی ہے (تعاقب)

۳۔ میری رگوں میں ناچ رہا تھا زہر مری محرومی کا (چراغ کی تلاش)

۴۔ مری رگوں میں خنک سوئیاں پروتا ہوا/
برہنہ لاشوں کے انبار پر سے ہوتا ہوا/
ہوا کا ہاتھ بہت سرد/ موت جیسا سرد/
وہ جا رہا ہے وہ دروازے سر پٹکنے لگے/ (مردہ خانہ)

۵۔ دلوں کے جزیروں میں اشکوں کے نیلم چھپے ہیں
رگوں میں کوئی رودِ غم بہہ رہا ہے (موت کی خوشبو)

ساقی کی ''پیاس کا صحرا'' اس وقت سیراب ہوتا ہے جب رگ و پے میں زہرِ غم کی تلخی سرایت کرتی ہے۔ دوسرے تمام نشوں کے مقابلے میں زہر کا نشہ، ان کے مزاج کو زیادہ راس آتا ہے۔ قاری کی ضیافتِ طبع کے لیے بھی یہاں زہر کے انوکھے ذائقے اور مختلف رنگ موجود ہیں۔ اس سے بھی ساقی کے شعری آہنگ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ مصرعے سنیے:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

۱۔ایک سبز خوف کے/سرخ زہر میں بجھی زرد زرد بالیاں پڑی ہوئی/
خون پوش راستے/راستوں میں سولیاں گڑی ہوئی/ (سوگ نگر 1983ء)

۲۔ایک امنگ سی/تنی ہوئی اک پراسرار کلی/
پتی پتی آگ لیے جاتی ہے/یہ سرکش خون فروش/
اپنے برش کی جنبش سے/نیلی صبح میں/
سرخ رنگ بھر دے گی/آج نمو کے نیلے زہر سے/
بھری ہوئی بیٹھی ہے/(کیچڑ)

۳۔جنگل جس میں برس برس تک/سونے والے کالے اژدر/
اپنے مقناطیسی زہر سے اپنی جانب کھینچ رہے ہیں/

۴۔ان کے اندر تنہائی کا زہر اترتا چلا گیا/اور زمانہ اردگرد سے/
پرچھائیں کی طرح گزرتا چلا گیا/سوگ میں ہیں/
تریاق مانگتی ہیں/ (حمل سرا)

۵۔زہر کی طرح سرنگوں میں چلی ٹیوب کی لہر (کاسنی روشنی)

۶۔دن زہر ہیں/بے مہر ہیں/سب شہر ہیں/اجڑے ہوئے/ (نایافت)

۷۔یہ کیا کہ زہرِ سبز کا نشّہ نہ جانئے

رگوں میں آتشیں زہراب کے اس رقص سے ساقی کی بیشتر نظموں میں موت کے تلازمات اور ایک انجانے خوف کی فضا کا اسرار ملتا ہے۔ بہت سی نظموں کے تو عنوان ہی، موت، زوال یا فنا پذیری سے متعلق ہیں۔ مرتا لمحہ، جوئے خون، مردہ خانہ، جنگ، نوحہ، موت کی خوشبو، زوال، نغمہ گروں کا نوحہ، سوگ نگر اور بہن کی موت وغیرہ ان کی نظموں کے عنوان ہیں۔ یہاں تک کہ جو نظمیں فطرت کے حسن اور جنسی وصال کی لذت سے شرابور ہیں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ان میں بھی موت کی خوشبو، کسی نہ کسی پیرائے میں محسوس کی جاسکتی ہے۔ کبھی کبھی تو جنگ کا آسیبی سایہ ساقی کا Obsession معلوم ہونے لگتا ہے کہ جنسی وصال کی لذت اور فطرت سے مکالمے کے دوران بھی وہ جنگ کے خوف سے آزاد نہیں ہوتے۔ متمدن دنیا کی سائنسی ترقی اور سفاک رویے پر شاعر کا یہ معنی خیز تبصرہ ''گوش نصیحت نیوش'' سے سننے کی ضرورت ہے:

۱۔ غنیم آسمانوں میں/ دشمن جہازوں کی سرگوشیاں ہیں/
ستاروں کی جلتی ہوئی بستیاں ہیں/
اور آنکھوں کے راداروں پر/ صرف تاریک پرچھائیاں ہیں/
....ہمیں موت کی تیز خوشبو
نے پاگل کیا ہے/ امیدوں کے سرخ آبدوزوں میں سہمے/
تباہی کے کالے سمندر میں
بہتے چلے جارہے ہیں/ کراں تا کراں/ ایک گاڑھا کسیلا دھواں ہوا ہے/
زمیں تیری مٹی کا جادو کہا ہے/ (موت کی خوشبو)

۲۔ ہوئی ہے جنگ کہیں جنگجو قبیلوں میں/
اور ایک عمر شب و روز کشت وخون کے بعد/
پڑے ہوئے ہیں سیہ خندقوں میں کاسۂ سر/
زمین دیکھ رہی ہے مجھے حقارت سے/
میں سر جھکائے کھڑا ہوں بڑی ندامت سے/ (ایک ویران رات)

۳۔ جب آگ پہن کر ناگ/ ہرے پانی میں/ کسی شعلے کی طرح رقص کرے/
اور خوف کے مشروبی سائے میں/ تاب کار اندیشوں سے/

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

امید کے ناگا ساکی میں وہ ماتم ہو/ یہ شجر یہ سارے تنفس یہ حجر/ زمیں پیوند بنیں/
حیرت نہ کرے/ جاوید اگر خاموش رہے تو اچھا ہے/ (جاوید کی خاموشی)

۴۔ ''پام کے پیڑ سے گفتگو'' میں شعری کردار فطرت کے حسن سے مسحور ہے اور پام کے پیڑ سے روحانی رشتہ استوار کرتے ہوئے محو گفتگو ہے۔ اب منظر اور ساقی کا شعری رویہ ملاحظہ ہو:

یہ پہاڑی کسی دیو ہیکل فرشتے کا جوتا ہے/ تم کتھئی چھال کے تنگ موزے میں/
اک پیر ڈالے یہ جوتا پہننے کی کوشش میں لنگڑا رہے ہو/ دوسری ٹانگ شاید/
کسی عالمی جنگ میں اڑ گئی ہے/ (پام کے پیڑ سے گفتگو)

ساقی کی نظموں میں مختلف جانوروں کا عمل دخل اور شعری کردار سے ان کے رابطے کی نوعیت قاری کے لیے خوشگوار تجربہ اور نظموں کا فکر انگیز پہلو ہے۔ ایک تو ان جانوروں کی موجودگی ہی نظم کو مانوس روایتی فضا سے دور لے جاتی ہے پھر ان جانوروں سے شعری کردار کے مکالمے کی سطح حیرت انگیز ہے۔ مینڈک، خرگوش، بلا، مکڑا، کتا، سور، تتلی اور فاختہ، نظموں کے منظر نامے میں اس بے خوفی اور بے تکلفی سے ہم کلام ہوتے ہیں کہ قاری بھی ان سے اپنائیت کا رشتہ استوار کر لیتا ہے۔ جانوروں سے موانست کی لذت، ساقی کی نظموں کا نمایاں وصف ہے۔ ساقی کے رویّے سے ان جانوروں میں انوکھی معنویت پیدا ہوگئی ہے۔

انھیں خود بھی اس بات کا پورا احساس ہے چنانچہ اپنے اس رویّے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''جوں جوں میری عمر گزرتی جاتی ہے، نباتات اور حیوانات سے
میری محبت بڑھتی جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کائنات پر ان کا اتنا

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ہی حق ہے جتنا ہم انسانوں کا بلکہ ہم انسانوں نے اس کائنات کو بدصورت بنانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ ان بے چاروں نے تو خوبصورتی ہی خوبصورتی بکھیری ہے ..... میں نے کچھوے کا ایک بچہ پال رکھا ہے۔ جب اس سے گفتگو کرتا ہوں تو اس کی زندہ اور دور رس آنکھوں میں ایک عجیب تحریر ابھرتی ہے ۔'' یہ کائنات کیا خوبصورت جگہ ہے مگر افسوس یہاں انسان بہت ہیں۔''

(رات کے مسافر، ترتیب: انور سجاد)

اکثر نظموں کے تو عنوان میں ہی کوئی جانور مرکزی کردار کی حیثیت سے موجود ہے۔ ایک کتّا نظم، شیر امداد علی کا مینڈک، ایک سوّر سے، مکڑا، خرگوش کی سرگزشت، خالی بورے میں زخمی بلّا، رات کے راج ہنس اور ہاتھ وغیرہ۔ ان نظموں میں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ انسانوں سے کس سطح پر رشتہ استوار کرتے ہیں؟ اور کتنی خاموشی سے گہری معنویت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ جانور کہیں نہ کہیں ہماری زندگی سے وابستہ ہیں اور ہم پر خود ہمارے باطنی احوال منکشف کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر فقط ایک نظم کو لیتے ہیں۔ عنوان ہے ''ایک سوّر سے''۔

نظم ظاہری سطح پر انسانوں کی خلقی تعصب اور نفرت کے خلاف ہے لیکن تنگ نظری اور تعصب کی گرہیں جب کھلنا شروع ہوتی ہیں تو روح کی گہرائیوں میں ایک نئی لذت اور البیلی مسرت کا سورج طلوع ہونے لگتا ہے۔ باطنی تبدیلی کے اس عمل کو ساقی نے بڑی ہنرمندی سے نظم کیا ہے۔ نظم کی تعمیر اور ارتقائے خیال کا اسلوب وہ اختیار کیا گیا ہے کہ ہر مصرعہ آئندہ مصرع کے لیے فضا ہموار کرتا اور خیال کو آگے بڑھاتا ہے۔ ساقی کو نہ بات کہنے کی جلدی ہے اور نہ ہی انھیں تعصب کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنا ہے۔ فنکارانہ تحمل

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اور آہستہ روی کے سبب قاری لمحہ لمحہ نظم کے سحر میں گرفتار ہوتا چلا جاتا ہے۔ مصرعے ملاحظہ ہوں کہ شعری کردار کا باطنی آہنگ کس سہولت سے مصرعوں کے آہنگ میں سمٹ آیا ہے۔ یہاں سوّر ایک جانور نہیں، عشرتِ نظارہ ہے:

میں تمہاری جان کا دشمن/انا کے حشیش پی کے جوتے پہن کر/
اپنے کینے کا نیا کمپا لیے/برتری کے بنچ پر/ محبوب سا بیٹھا ہوا/
اک پرانے جھوٹ سے/دامن چھڑانا چاہتا تھا/
پھڑ پھڑانا چاہتا تھا/میں نے دھیرے سے تمھیں آواز دی/ آواز دی تو/
اپنی ٹیڑھی میڑھی آنکھوں سے/مجھے تم نے عجب عالم میں دیکھا تھا کہ بس...../
میں جی پڑا تھا/میری آنکھیں جگمگا اٹھی تھیں/میرے اندر تتلیاں اڑنے لگی تھیں/
اور اپنے سنگ بستہ ہاتھ سے/جب تمھیں سہلا رہا تھا/
اور تمہارے کھردرے بالوں میں/
اپنی انگلیاں الجھا رہا تھا/ایک البیلی مسرت/اک نئی لذت ملی/
وہ جو نفرت کی کمانی/دل کی تہہ میں گڑ گئی تھی/ٹوٹتی جاتی تھی/
میرے اندر کی کلیں کھلنے لگی تھیں/میں پگھلتا جا رہا تھا/ (ایک سوّر سے)

ان نظموں کا امتیاز فقط یہ نہیں کہ ان میں جانوروں کو موضوع بنایا گیا ہے یا جانوروں کے تئیں ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ ان کی گہری معنویت ہے۔ انسان کے باطنی کوائف کو بیان کرنے کا یہ انوکھا اسلوب ساقی کا امتیاز ہے۔ ''ایک کتّا نظم'' میں بھی شاعر نے قتل وخوں ریزی کے تئیں فرد کی مجرمانہ خاموشی اور بے حسی کو موضوع بنایا ہے۔ جنگ وخوں ریزی کے بے شمار واقعات انسان ٹیلی ویژن پر دیکھتا اور ہز ماسٹرز وائس کے بردبار کتّے کی طرح نہایت اطمینان سے زندگی گزارتا ہے۔ حالات کو بہتر بنانے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کے لیے فرداگر کچھ نہیں کرسکتا، احتجاج کی آواز تو بلند کرسکتا ہے۔ان حالات پر خاموش رہنا، انھیں فروغ دینے کا ایک اسلوب ہے۔اس نظم میں بھی کتّا محض ایک وفادار جانور نہیں ہے بلکہ اس کی استعاراتی جہت کتّے کی معنویت کو بہت بڑھا دیتی ہے۔

ساقی کی نظموں میں اسمائے معرفہ کا استعمال بھی خصوصی توجہ چاہتا ہے کہ شاعر نے ان ناموں سے نظم کی فضا سازی میں کیا کام لیا ہے؟ ناموں کے استعمال سے خاص کیفیت پیدا کرنے کے امکانات کو اکبرالہ آبادی بہت پہلے دریافت کر چکے ہیں اور ہرچن داس، ماجدہ، جمن اور بدھو کی علامتی معنویت سے اردو کا عام قاری بھی بخوبی واقف ہے۔ نئے شاعروں میں راشد کا ''حسن کوزہ گر'' بھی اپنے سوانحی حوالوں کے ساتھ ہمارے شعور کا حصہ بن چکا ہے۔اتنی بات تو معلوم ہے کہ ساقی فاروقی نے نظموں میں مختلف ناموں کا استعمال بہت سوچ سمجھ کر اور شعوری طور پر کیا ہے۔افتخار عارف کے ساتھ اپنی ایک گفتگو میں انھوں نے یہ کہا بھی ہے کہ:

> ''اسمِ معرفہ کی تلاش مجھے 1960ء سے تھی۔شیر امداد علی کا مینڈک میں نے غالباً 1975ء میں لکھی۔ راشد صاحب اور عبداللہ حسین دونوں لندن ہی میں تھے۔نظم میں نے رات میں ختم کی مگر سنانے کی بے چینی ایسی تھی کہ صبح دفتر نہیں گیا اور دونوں کو فون کر کے اپنے یہاں کھانے پر بلالیا۔نظم سن کر عبداللہ سے کہنے لگے What a remarkable poem and what a remarkable title, execellent ، میں نظم کی داد سے اتنا خوش نہیں ہوا جتنا عنوان کی داد پا کر۔عجب نظر تھی راشد صاحب کی۔

اب مصرعے سنیے:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

۱۔شیر امداد علی گلے گلے پانی میں تھے/اور کنول دور تھا

(شیر امداد علی کا مینڈک)

۲۔جان محمد خان سفر آسان نہیں ہے/

دھان کے اس خالی بورے میں جان الجھتی ہے

(خالی بورے میں زخمی بلّا)

۳۔شاہ صاحب خوش نظر تھے/خوش ادا تھے/

اور روزی کے اندھیرے راستوں پر/

صبر کی ٹوٹی ہوئی چپل پہن کر/

اک للک اک طنطنے کے ساتھ سرگرمِ سفر تھے (شاہ صاحب اینڈ سنز)

۴۔شیخ زمن شادانی/آؤ/خواب دیکھتے ہیں (ہمزاد)

۵۔پردا...../پردا...../

چار کہنیوں والے رام چرن الکبڑے آتے ہیں (الکبڑے)

۶۔جب بارش ہو/اور ہوا چلے/خالی آنکھوں میں خونی رنگ اتر آئے/

جب پور پور میں لرزش ہو/اور جان جلے/ہر سیپی اپنے موتی زخم سے بھر جائے/

حیرت نہ کرے/جاوید اگر خاموش رہے تو اچھا ہے (جاوید کی خاموشی)

۷۔وہ سولہ بہاروں کے بعد/دوبارہ ملا ہے/تو کیا ہے/کہ مختار کو دیکھ کر/

میری آنکھوں میں/حیرت کے آثار پیدا ہوئے/میرا دل بجھ گیا! (صدمہ)

جان محمد خان، شیخ زمن شادانی، شیر امداد علی، جاوید، مختار یہ کون لوگ ہیں اور نظموں میں کیا کر رہے ہیں؟ سامنے کی بات تو یہی ہے کہ یہ زندگی کی سچائیوں سے رابطے کا وسیلہ ہیں۔ان کرداروں کے ذریعے شاعر زندگی کے ان پہلوؤں سے موانست اور یگانگت

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کا رشتہ استوار کرتا ہے جن تک عام نگاہیں نہیں پہنچتیں۔ ان کرداروں کی سماجی حیثیت، عوام کے گفتگو کی راہیں ہموار کرتی ہیں یا بہت ممکن ہے یہ تمام کردار خود ساقی کی شخصیت کے مختلف پہلو ہوں اور ساقی نے ان کرداروں کے ذریعے خود سے ہم کلامی کی صورت پیدا کی ہو۔ نظم کے سیاق وسباق اور آہنگ سے اتنی بات تو واضح ہوجاتی ہے کہ یہ محض ایک فرد کی حیثیت سے نظم کے منظر نامے میں سرگرمِ عمل نہیں ہیں بلکہ پوری انسانیت سے کسی نہ کسی سطح پر ان کا مضبوط رشتہ ہے۔ یہ افراد، انسانی رزمیے کا اہم کردار ہیں۔ ایک ایسا رزمیہ جو ازل سے جاری ہے اور شاید غیر مختتم بھی!

فنی سطح پر ان کرداروں کی معنویت یہ ہے کہ ڈرامائی فضا پیدا کرنے میں ساقی نے ان سے بہت کام لیا ہے۔ منظر نامے پر مخصوص ناموں کے ساتھ مجسم پیرائے میں ان کی موجودگی سے واقعات، بیان ہونے کے بجائے، ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کسی راوی کے واسطے کے بغیر قاری براہِ راست نظموں سے رابطہ قائم کر لیتا ہے۔ اس طرح ایک ناظر کی حیثیت سے وہ نظم کے ڈرامے میں پورے طور پر شریک ہوجاتا ہے۔

ان کے سوا بھی ساقی کی نظموں میں بعض خصوصیات ایسی ہیں جن کی موجودگی محسوس ہوتی ہے لیکن انھیں نشان زد کرنا دشوار ہے۔ بہت کچھ بیان کرنے کے بعد بھی نظم میں کیفیت کے مضمرات کا سراغ پانا شاید ممکن بھی نہیں۔ بیان ہونے والے خطوط اور منظر نامے سے، شاعر کے باطنی آہنگ کا کسی قدر اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ معاصر شعری منظر نامے میں ساقی کا امتیاز یہ ہے کہ انھوں نے ہر ایسے خیال اور لفظ سے بچنے کی کوشش کی ہے جس کی دلالتیں متعین اور مفاہیم ہمارے شعور کا حصہ ہوں۔ انھوں نے غیر روایتی جذباتی حوالے سے کام لے کر شاعری کے نئے افق دریافت کیے ہیں۔ انسانی المیوں کو انھوں نے نئے زاویوں سے دیکھا ہے اور اظہار کے یکسر نئے پیرایے میں بیان کیا ہے۔ ان کی نظموں کے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

حاوی رجحان کو اگر کوئی نام دیا جا سکتا ہے تو یہ کہ:

ہوں وہ سبزہ کہ زہر اب اگاتا ہے مجھے

■❖■

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

ساقی فاروقی سے ایک تصوراتی مکالمہ

ڈاکٹر رشید اشرف خان

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

[ساقی فاروقی کا کلام زیرِ مطالعہ تھا اور ارادہ مضمون لکھنے کا تھا معاً خیال آیا کہ ساقی اور ان کے کلام سے کیوں نہ گفتگو کی جائے۔ یعنی ایک ایسا مکالمہ ترتیب دیا جائے جو ظاہراً تصوراتی ہو مگر اس کے سبھی جوابات ساقی کے اشعار، تصورات اور گفتگو سے حاصل کیے جائیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اسے بنانے میں ساقی کے اشعار اور ان کے تصورات کو جا ہے جتنے بہتر ڈھنگ سے استعمال کیا گیا ہو لیکن ایسے متن کی حیثیت ایک نوع سے تخیلی اور افسانوی قرار پائے گی۔ لہٰذا اس تحریر کا عنوان 'ساقی فاروقی سے ایک تصوراتی مکالمہ' رکھا گیا ہے۔]

☆☆☆

ساقی فاروقی کا پورا نام شمشاد نبی اور تخلص ساقی فاروقی ہے۔ ۱۹۳۶ء میں اتر پردیش کے مردم خیز ضلع گورکھپور میں پیدا ہوئے۔ ساقی فاروقی کے دادا خان بہادر کراچی

میں محکمۂ پولیس میں ایس۔پی کے عہدے پر فائز تھے۔ساقی کے والد ڈاکٹر التفات نبی سرکاری ملازم ہونے کے ساتھ شعروادب سے خاطر خواہ دلچسپی رکھتے تھے۔یاس یگانہ چنگیزی سے انھیں خصوصی لگاؤ تھا۔

ساقی نے ابتدائی تعلیم ڈھاکے میں حاصل کی اور کراچی یونیورسٹی سے بی۔اے کیا۔اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن کا رخ کیا جہاں سے انھوں نے انگریزی ادب میں ڈگری حاصل کی۔ساقی نے زندگی میں نہ تو کسی کی نوکری کی اور نہ وہ کسی سے مرعوب ہوئے۔ برسوں سے یورپ کے باسی ہیں جہاں وہ کمپیوٹر پروگرامر کی حیثیت سے اپنی روزی کماتے ہیں۔انھوں نے گنڈی نامی ایک لڑکی سے شادی کی جو آسٹریا کے شہر Viana کی رہنے والی تھی۔ساقی کے خسر ہٹلر کے زمانے میں نازی تحریک میں شامل تھے۔

ساقی فاروقی کی شاعری پر گفتگو کرنے سے پہلے ان کے ایک خط کا اقتباس جو موصوف نے اپنے خیر خواہ اور عارف جناب شمس الرحمٰن فاروقی کے نام لکھا تھا۔اسے ساقی فاروقی کی شاعری کا مقدمہ Prologue سمجھنا چاہیے:

> ''مجھ جیسے تنہا اردو شاعر کی زندگی یورپی شاعر کی زندگی سے زیادہ Complex ہے یعنی اس کے مسائل بھی ہیں جو یورپی شاعر کے ہیں Plus وہ مسائل بھی جو ہندوستانی اور پاکستانی اردو شاعروں اور اردو شاعری کے ہیں۔میری تلاش دوہری ہے اور مجھ پر اس حرّافہ جسے زندگی کہتے ہیں کے وار دہرے ہیں۔ میرے زخم جگر کو نہ دیکھو، کہیں اس قتالہ کے دست و بازو کو نظر نہ لگے''

(مضمون: دہری تلاش کا شاعر از جمال پانی پتی، مشمولہ غزل ہے شرط: ص ۱۹)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اب ہم ایک قسم کے ذہنی/تصوراتی مصاحبہ (Interview) کی مدد سے ساقی کی شخصیت اور ان کے کلام کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

رشید: کیا وطن سے آپ کی ہجرت خود اختیاری تھی یا بدرجۂ مجبوری؟ اپنی ایک غزل کے مطلع میں آپ نے فرمایا ہے:

مجھے خبر تھی ، مرا انتظار ، گھر میں رہا
یہ حادثہ تھا کہ میں عمر بھر سفر میں رہا

اس شعر میں لفظ ''خبر''، ''انتظار'' اور ''حادثہ'' تینوں بنیادی الفاظ سے تین طرح کی باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کا اقدام ہجرت ہنگامی نہیں بلکہ ارادی اور شعوری تھا۔ جیسا کہ آپ حالات زندگی سے مترشح ہے کہ اس میں گھر والوں کی مرضی بھی شامل تھی ورنہ زاد سفر کا انتظام بھی کیوں کیا جاتا اور اہل خانوادہ کو اطمینان تھا کہ تعلیم پوری کرنے کے بعد آپ لوٹ کر وطن ضرور آئیں گے۔ (اور آپ آتے جاتے رہے) تو پھر غیر ملکی سفر حادثہ کیوں بنا؟

ساقی: آپ کے سوال کا جواب کسی حد تک میری غزل کے اس شعر میں مل جائے گا:

ایک وقت آتا ہے ،منصفی نہیں ملتی
جھوٹ کی وکالت کیا، خوف کی عدالت کیا؟

رشید: اس شعر میں تو کسی ایسے ناگوار سانحے کی بو محسوس ہوتی ہے جس نے آپ کے مزاج کو مکدر کر دیا ہوگا۔

ساقی: ارے جناب منصف کی بے انصافی کی فریاد کون کرے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس جانب دار اور ظالم منصف کو بجائے سزا دینے یا کرسیِ انصاف سے ہٹا دینے کی شاباشی دی جاتی ہے:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

وہ، جس نے قتل کیے، خواب اور خیال مرے
اسے نہ تمغۂ فتح و ظفر دیا جائے

رشید: سنا ہے آپ مزاج کے بہت گرم اور دل کے بہت سخت ہیں۔ آخر ایسا کیوں؟

ساقی: اس سوال کے جواب میں شاید یہ شعر کافی ہے۔

مدت ہوئی اک شخص نے دل توڑ دیا تھا
اس واسطے اپنوں سے محبت نہیں کرتے

رشید: آپ نے اکثر و بیشتر اپنے ذاتی درد و داغ کو بغیر کسی تشبیہ و استعارے یا افسانویت کے براہ راست بیان کر دیتے ہیں۔ ایسے پر اثر اشعار کی مدد سے تو آپ کی سوانح مرتب کی جا سکتی ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ لہجہ میں برہنگی کے باوجود کلام میں ''شعریت'' مکمل طور پر باقی رہتی ہے۔

ساقی: غالباً آپ کا اشارہ میری غزلوں کے حسب ذیل اشعار کی طرف ہے:

موتیا بند کا پہرہ ہے، معطل ہے نظر
جسم کے داغ بجھائی نہیں دیتے ہم کو
آج خاموش ہیں ہنگامہ اٹھانے والے
ہم نہیں ہیں، تو کراچی ہوا تنہا کیسا؟
وہ لفظ ہاتھ نے لکھے ہیں، جو نہ لکھنے تھے
میں اس خطا پہ اسے عمر بھر سزا دوں گا

رشید: آپ کی زندگی کا بالاستیعاب مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ اپنے گھر والوں کی ایما پر انگلستان گئے ہیں لیکن پردیس میں شاید کوئی انہونی بات ہوئی کہ آپ اب واپس وطن نہیں جانا چاہتے؟

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ساقی :اس بات کا اندازہ بھلا آپ کو کیسے ہوا؟

رشید: اس سوال کا جواب آپ کی ایک غزل میں ہے جو شاید آپ نے حال ہی میں کہی ہوگی۔شعر یوں ہے:

آج اپنے گھر میں قید ہیں،ان سے حجاب ہے
جو گھر سے بے نیاز ہوئے گھر نہیں گئے

آپ نے ماشاءاللہ دنیا کے چاروں کھونٹ روندے ہیں مگر آپ کا کلام پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ ماضی کی یادیں اور مستقبل کے خواب آپ کی زندگی کے بہت قیمتی اثاثہ ہیں۔یہ یادیں اور خواب طرح طرح کے رنگ وروپ میں ڈھلتے رہتے ہیں۔

ساقی: غالباً یہ سوال آپ کو میری غزلوں کے ان اشعار سے سوجھا ہوگا؟

یادوں کے اک چراغ ،نگاہوں میں اک دھنک
سب رنگ ونور ایک جراحت سے آئے ہیں

رات اپنے خواب کی قیمت کا اندازہ ہوا
یہ ستارہ ، نیند کی تہذیب سے پیدا ہوا

رشید : آپ کے کلام کے غائر مطالعے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اپنے مافی الضمیر کو بھر پور انداز میں ظاہر کرنے کے لیے آپ نے خود اپنی لفظیات یا Colloquial Diction کا بے تکلف استعمال کیا ہے۔انھیں Slang کہنا چاہیے۔جو انگلستان میں کافی مقبول و مستعمل ہے۔ایسے چند اشعار سنانے کی زحمت فرمائیں؟

ساقی: اگر آپ انھیں برداشت کر سکتے ہیں تو یہ اشعار سنیے:

سنا ہے زندہ ہوں ،حرص و ہوس کا بندہ ہوں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ہزار پہلے محبت گزار میں بھی تھا

میں کیا بھلا تھا ، یہ دنیا اگر کمینی تھی
درِ کمینگی پر چوب دار میں بھی تھا
مجھے گناہ میں اپنا سراغ ملتا ہے
وگر نہ پارسا و دین دار میں بھی تھا

رشید : آپ کے کلام کو پڑھ کر خیالات کی ندرت کا پتہ تو چلتا ہی ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ آپ زبان کے تخلیقی استعمال کو خصوصی اہمیت دینے کے عادی ہیں۔ جیسا مضمون ہوتا ہے اسی کے تناسب سے الفاظ، ترکیبیں اور تلازمے بھی ڈھلے چلے جاتے ہیں۔ اپنی پسند کے کچھ اشعار سنائیں:

ساقی:

پاؤں میں سونے کے گھنگھرو باندھ کر
ناچتی ہے رات کی نیلم پری

بیوگی کی چمپئی چادر پہ اپنے صبر سے کر استری
استری کر کے فراموشی کی الماری پہ پھینک

رشید : ساقی صاحب آپ سے یہ میرا آخری سوال ہے کہ اکثر آپ اپنے کلام میں انگریزی اصطلاحات، انگلستان کے کلچر اور وہاں کے علم مجلسی کے حوالے بھی نظم کر جاتے ہیں ۔ممکن ہے یہ وہاں کی سوسائٹی کا اثر ہو یا انگریزی فلموں، اخبارات اور Concert کا نتیجہ؟

ساقی : آپ کا قیاس بڑی حد تک صحیح ہے۔ میں خود ایسے چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

انگریزی الفاظ اور وہاں کے ثقافتی طور طریقوں کا استعمال کچھ تو لاشعوری طور پر ہوتا ہے اور کچھ اس لیے کہ اردو کے مقابلے میں ان الفاظ اور بیان کے پیرایوں میں نسبتاً کہیں زور، اثر اور بے ساختگی کا احساس ہوتا ہے مثلاً:

مجھے عزیز ہے آدرش کی نمائش بھی
کہ زخم دل دل ہی نہیں، زخم سر دیا جائے

تیرے Brush کے پاس ترے انتظار میں
اک Canvas پڑا ہے رنگ بھر کے دیکھ

ساقی فاروقی صاحب میں آخر میں ان جملوں کے ساتھ آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ اپنے انوکھے مضامین، نئی زبان، پُر اثر الفاظ اور دلچسپ تراکیب کی مدد سے سجائی سنواری شاعری کے باعث ہزاروں میں پہچان لیے جاتے ہیں۔ اس بنا پر فیصلہ کن انداز میں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا کلام برسوں تک ممتاز رہے گا۔

■❖■

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

انتخابِ کلام

ساقی فاروقی

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

غزلیں

مجھے خبر تھی مرا انتظار گھر میں رہا
یہ حادثہ تھا کہ میں عمر بھر سفر میں رہا

میں رقص کرتا رہا ساری عمر وحشت میں
ہزار حلقۂ زنجیرِ بام و در میں رہا

ترے فراق کی قیمت ہمارے پاس نہ تھی
ترے وصال کا سودا ہمارے سر میں رہا

یہ آگ ساتھ نہ ہوتی تو راکھ ہوجاتے
عجیب رنگ ترے نام سے ہنر میں رہا

اب ایک وادیِ نسیاں میں چھُپتا جاتا ہے
وہ ایک سایہ کہ یادوں کی رہگزر میں رہا

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ریت کی صورت جاں پیاسی تھی آنکھ ہماری نم نہ ہوئی
تیری درد گساری سے بھی روح کی الجھن کم نہ ہوئی

شاخ سے ٹوٹ کے بے حرمت ہیں ویسے بھی بے حرمت تھے
ہم گرتے پتّوں پہ ملامت کب موسم موسم نہ ہوئی

ناگ پھنی سا شعلہ ہے جو آنکھوں میں لہراتا ہے
رات کبھی ہمدم نہ بنی اور نیند کبھی مرہم نہ ہوئی

اب یادوں کی دھوپ چھاؤں میں پرچھائیں سا پھرتا ہوں
میں نے بچھڑ کر دیکھ لیا ہے دنیا نرم قدم نہ ہوئی

میری صحرا زاد محبت ابرِ سیہ کو ڈھونڈتی ہے
ایک جنم کی پیاسی تھی اک بوند سے تازہ دم نہ ہوئی

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

خامشی چھیڑ رہی ہے کوئی نوحہ اپنا
ٹوٹتا جاتا ہے آواز سے رشتہ اپنا

یہ جدائی ہے کہ نسیاں کا جہنم کوئی
راکھ ہوجائے نہ یادوں کا ذخیرہ اپنا

ان ہواؤں میں یہ سسکی کی صدا کیسی ہے
بین کرتا ہے کوئی درد پرانا اپنا

آگ کی طرح رہے، آگ سے منسوب رہے
جب اسے چھوڑ دیا خاک تھا شعلہ اپنا

ہم اسے بھول گئے تو بھی نہ پوچھا اس نے
ہم سے کافر سے بھی جزیہ نہیں مانگا اپنا

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

یہ کیا کہ زہرِ سبز کا نشّہ نہ جانیے
اب کے بہار میں ہمیں افسانہ جانیے

جل جل کے لوگ خاک ہوئے نارِ خوف سے
یہ زندگی سراب ہے دریا نہ جانیے

یہ خواب نائے درد ہمیں چشمۂ حیات
ہم لوگ سیر چشم ہیں پیاسا نہ جانیے

اپنے قدم کے ساتھ ہیں آسیب کے قدم
یہ کوچۂ حبیب ہے صحرا نہ جانیے

وہ سحرِ گورکن ہے ، بدن بدحواس ہیں
ہو پُتلیوں میں جان تو مردہ نہ جانیے

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

یہ لوگ خواب میں بھی برہنہ نہیں ہوئے
یہ بدنصیب تو کبھی تنہا نہیں ہوئے

یہ کیا کہ اپنی ذات سے بے پردگی نہ ہو
یہ کیا کہ اپنے آپ پر افشا نہیں ہوئے

ہم وہ صدائے آب کہ مٹّی میں جذب ہیں
خوش ہیں کہ آبشار کا نغمہ نہیں ہوئے

وہ سنگ دل پہاڑ کہ پگھلے نہ اپنی برف
یہ رنج ہے کہ رازقِ دریا نہیں ہوئے

تیرے بدن کی آگ سے آنکھوں میں ہے دھنک
اپنے لہو سے رنگ یہ پیدا نہیں ہوئے

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

دامن میں آنسوؤں کا ذخیرہ نہ کر ابھی
یہ صبر کا مقام ہے ، گریہ نہ کر ابھی

جس کی سخاوتوں کی زمانے میں دھوم ہے
وہ ہاتھ سو گیا ہے ، تقاضا نہ کر ابھی

نظریں جلا کے دیکھ مناظر کی آگ میں
اسرارِ کائنات سے پردا نہ کر ابھی

یہ خاموشی کا زہر نسوں میں اتر نہ جائے
آواز کی شکست گوارا نہ کر ابھی

دنیا پہ اپنے علم کی پرچھائیاں نہ ڈال
اے روشنی فروش اندھیرا نہ کر ابھی

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

خاک نیند آئے اگر دیدۂ بیدار ملے
اس خرابے میں کہاں خواب کے آثار ملے

اُس کے لہجے میں قیامت کی فسوں کاری تھی
لوگ آواز کی لذت میں گرفتار ملے

اُس کی آنکھوں میں محبت کے دیے جلتے رہیں
اور پندار میں انکار کی دیوار ملے

میرے اندر اسے کھونے کی تمنا کیوں ہے
جس کے ملنے سے مری ذات کو اظہار ملے

روح میں رینگتی رہتی ہے گنہ کی خواہش
اس امر بیل کو اک دن کوئی دیوار ملے

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ہم تنگ نائے ہجر سے باہر نہیں گئے
تجھ سے بچھڑ کے زندہ رہے ، مر نہیں گئے

آج اپنے گھر میں قید ہیں،ان سے حجاب ہے
جو گھر سے بے نیاز ہوئے ، گھر نہیں گئے

اپنے لہو میں جاگ رہی تھی نمو کی آگ
آنکھوں سے اس بہار کے منظر نہیں گئے

اُس پر نہ اپنے درد کی بے قامتی کھلے
ہم اس دراز قد کے برابر نہیں گئے

ساقی اس رات کی بے حرمتی کے بعد
اچھا ہوا کہ سوئے ستم گر نہیں گئے

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

نظمیں

پام کے پیڑ سے گفتگو

مجھے سبز حیرت سے کیوں دیکھتے ہو
وہی تتلیاں جمع کرنے کی ہابی
اِدھر کھینچ لائی
مگر تتلیاں اتنی زیرک ہیں
ہجرت کے ٹوٹے پروں پر
ہوا کے دوشالے میں لپٹی
مرے خوف سے اجنبی جنگلوں میں کہیں
کہیں جا چھپیں.....

اور تھک ہار کر واپسی میں
سرکتے ہوئے ایک پتھر سے بچتے ہوئے
اس طرف میں نے دیکھا
تو ایسا لگا
یہ پہاڑی کسی دیو ہیکل فرشتے کا جوتا ہے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تم کتھئی چھال کے موزے میں
ایک پیر ڈالے
یہ جوتا پہننے کی کوشش میں لنگڑا رہے ہو.....
دوسری ٹانگ شاید
کسی عالمی جنگ میں اڑ گئی ہے

مرا جال خالی
مگر دل مسرت کے احساس سے بھر گیا
تم اسی بانکپن سے
اسی طرح
گنجی پہاڑی پر
اپنی ہری وگ لگائے کھڑے ہو
یہ ہیئت کذائی جو بھائی
تو نزدیک سے دیکھنے آ گیا ہوں

ذرا اپنے پنکھے ہلا دو
مجھے اپنے دامن کی ٹھنڈی ہوا دو
بہت تھک گیا ہوں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ہمزاد

شیخ زَمَن شادانی

آؤ

خواب دیکھتے ہیں

یادنگر میں سائے پھرتے ہیں

تنہائی سسکاری بھرتی ہے

اپنی دنیا تاریکی میں ڈوب چلی.....

.....باہر چل کر مہتاب دیکھتے ہیں

شیخ زَمَن شادانی

آؤ

خواب دیکھتے ہیں

ہم سے پہلے کون کون سے لوگ ہوئے

جو ساحل پر کھڑے رہے

جن کی نظریں

پانی سے ٹکرا ٹکرا کر

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر گئی ہیں
بکھر گئی ہیں اور پانی کا سبزہ ہیں
اس سبزے کے پیچھے کیا ہے
آج عَقب میں
چھپے ہوئے گرداب دیکھتے ہیں
شیخ زَمَن شادانی
آؤ
خواب دیکھتے ہیں

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

موت کی خوشبو

جدائی

محبت کے دریائے خوں کی

معاون ندی ہے

وفا

یادکی شاخِ مرجاں سے

لپٹی ہوئی ہے

دل آرام وعشاق سب

خوف کے دائرے میں کھڑے ہیں

ہواؤں میں بوسوں کی باسی مہک ہے

نگاہوں میں خوابوں کے ٹوٹے ہوئے آئینے ہیں

دلوں کے جزیروں میں

اشکوں کے نیلم چھپے ہیں

رگوں میں کوئی رودِغم بہہ رہا ہے

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

مگر درد کے بیج پڑتے رہیں گے
مگر لوگ ملتے بچھڑتے رہیں گے
یہ سب غم پرانے
یہ ملنے بچھڑنے کے موسم پرانے
پُرانے غموں سے
نئے غم الجھنے چلے ہیں
لبوں پر نئے نیل
دل میں نئے بیج پڑنے لگے ہیں
غنیم آسمانوں میں
دشمن جہازوں کی سرگوشیاں ہیں
ستاروں کی جلتی ہوئی بستیاں ہیں
اور آنکھوں کے راداروں پر
صرف تاریک پرچھائیاں ہیں

ہمیں موت کی تیز خوشبو نے پاگل کیا ہے
امیدوں کے سرخ آبدوزوں میں سہمے
تباہی کے کالے سمندر میں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بہتے چلے جا رہے ہیں

کراں تا کراں

ایک گاڑھا کسیلا دھواں ہے

زمیں تیری مٹی کا جادو کہاں ہے

❖

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

شاہ صاحب اینڈ سنز

شاہ صاحب خوش نظر تھے
خوش ادا تھے
اور روزی کے اندھیرے راستوں پر
صبر کی ٹوٹی ہوئی چپل پہن کر
اک للک اک طنطنے کے ساتھ سرگرمِ سفر تھے
اور جینے کے مرض میں مبتلا تھے
جو غذائیں دسترس میں تھیں
عجب بے نور تھیں
ان میں نمو کاری نہ تھی
وہ جو موتی کی سی آب آنکھوں میں تھی
جاتی رہی
پُتلیوں میں خون
کائی کی طرح جمنے لگا
رفتہ رفتہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

موتیابندان کے دیدوں پر
زمرّد کی طرح اترا
عجب پردا پڑا
سارے زمانے سے حجاب آنے لگا

مضطرب آنکھوں کے ڈھیلے
خشک پتھرائے ہوئے
اتنے بے مصرف کہ بس
اک سبز دروازے کے پیچھے
بند سیپی کی طرح
چھپ کے واویلا کریں
اور اندھیرے آئینہ دکھلائیں، استنجا کریں

صرف دشمن روشنی کا انتظار
زندگانی غزوۂ خندق ہوئی
اس قدر دیکھا کہ نابینا ہوئے

.....اور جب رازق نگاہوں میں
سیاہی کی سَلائی پھر گئی
چھتنار آنکھوں سے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تجلّی کی سنہری پتیاں گرنے لگیں
تو شاہ صاحب اور بے سایہ ہوئے
ان کی اندھی منتقم آنکھوں میں دنیا
ایک قاتل کی طرح سے جم گئی
جیسے مرتے سانپ کی آنکھوں میں
اپنے اجنبی دشمن کا عکس
یوں سراسیمہ ہوئے
یوں ذات کے سنسان صحراؤں میں افسردہ پھرے
جیسے جیتے جاگتے لوگوں کو دیکھا ہی نہ ہو
جو شبیہیں دھیان میں محفوظ تھیں
ان سے رشتہ ہی نہ ہو

جگمگاتی بے قرار آنکھیں
کسی سہمے ہوئے گھونگھے کے ہاتھوں کی طرح
دیکھتی تھیں، سونگھتی تھیں، لمس کرتی تھیں
وہی جاتی رہیں تو زندگی سے رابطہ جاتا رہا
ہمدمی کا سلسلہ جاتا رہا
وہ جو اک گہرا تعلق
اک امر سمبندھ سا
چاروں طرف بکھری ہوئی چیزوں سے تھا

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ہنستے ہوئے، روتے ہوئے لوگوں سے تھا
اس طرح ٹوٹا کہ جیسے شیر کی اک جست سے
زیبرے کے ریڑھ کی ہڈی چٹخ جاتی ہے.....
برسوں بے طرح بے کل رہے
ایک دن آنکھوں میں صحرا جل اٹھا
وہ خیال آیا کہ چہرہ جل اٹھا
اپنے بیٹوں کو کلیجوں سے لگایا
جی بھرا تھا ابر کی مانند روئے
رو چکے تو ایک مہلک آتشیں تیزاب کے
شعلۂ سفاک سے
ان کی فاقہ سنج آنکھوں کو جلایا
اور سجدے میں گرے
جیسے گہری نیند میں ہوں
جیسے اک سکتے میں ہوں.....

مدتوں سے ان بیاباں راستوں پر
چار اندھے دوستوں کا ایک کورس گونجتا ہے:
''اے سخی شہرِ سخاوت میں گزر اوقات کر
اے نظر والے نظر خیرات کر''

❖

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

نوحہ

یہ کیسی سازش ہے جو ہواؤں میں بہہ رہی ہے
میں تیری یادوں کی شمعیں بجھا کے خوابوں میں چل رہا ہوں
تری محبت مجھے ندامت سے دیکھتی ہے
وہ آبگینہ ہوں خواہشوں کا کہ دھیرے دھیرے پگھل رہا ہوں
یہ میری آنکھوں میں کیسا صحرا ابھر رہا ہے
میں بال رُوموں میں بجھ رہا ہوں، شراب خانوں میں جل رہا ہوں
جو میرے اندر دھڑک رہا تھا وہ مر رہا ہے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

انہدام

اے ہوائے خوش خبر، اب نویدِ سنگ دے
میری جیب و آستیں میرے خوں سے رنگ دے
میری عمرِ کج روش مجھ سے کہہ رہی ہے ''تو،
اک طلسم ہے تجھے ٹوٹنا ضرور ہے
تیری بدسرشت فکر تیرا قیمتی لہو
کھردری زبان سے چاٹتی چلی گئی
تو کنارِ بحر کی وہ چٹان ہے جسے
تند و تیز موجِ درد، کاٹتی چلی گئی
اِس حریص جسم کا انہدام ہی سہی
ایک خون کی لکیر تیرے نام ہی سہی''

سرخ گلاب اور بدرِ مُنیر

اے دل پہلے بھی تنہا تھے ، اے دل ہم تنہا آج بھی ہیں
اور ان زخموں اور داغوں سے اب اپنی باتیں ہوتی ہیں
جو زخم کہ سُرخ گلاب ہوئے ، جو داغ کہ بدرِ مُنیر ہوئے
اس طرح سے کب تک جینا ہے، میں ہار گیا اس جینے سے

کوئی ابر اُڑے کسی قلزم سے رَس برسے مرے ویرانے پر
کوئی جاگتا ہو، کوئی کُڑھتا ہو، مرے دیر سے واپس آنے پر
کوئی سانس بھرے مرے پہلو میں کوئی ہاتھ دھرے مرے شانے پر

اور دبے دبے لہجے میں کہے تم نے اب تک بڑے درد سہے
تم تنہا تنہا جلتے رہے ، تم تنہا تنہا چلتے رہے
سنو تنہا چلنا کھیل نہیں ، چلو آؤ مرے ہمراہ چلو
چلو نئے سفر پر چلتے ہیں ، چلو مجھے بنا کے گواہ چلو

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in